

دیوانِ علیم

(از علیم اللہ علیم)



پلوچی ایڈمیٹیو



دیوانِ علیم

از ملا علیم اللہ علیہ السلام

بلوچی اکیڈمی کوئٹہ

جملہ حقوق بحق بلوچی اکیڈمی کوئٹہ محفوظ

بار اول	جون ۱۹۷۲ء
تعداد	۵۰۰
ناشر	بلوچی اکیڈمی کوئٹہ
مطبع	البرٹ پریس کوئٹہ
قیمت	چھ روپے

588



تعارف؟

زیر نظر دیوان ملا علیم اللہ علیم کے فارسی کلام کا مجموعہ ہے اس کا قلمی نسخہ علیم کے نواسہ ملا عبدالحی ساکن تیرہوی علاقہ مستونگ سے بلوچی اکیڈمی کوٹلہ کو دستیاب ہوا، اور اب (حیدرآباد) کی ملکیت ہے۔ یہ مجموعہ کلام موٹے گتے میں مجلد ہے مزید حفاظت کے خیال سے اس کی پشت پر چمڑا چڑھایا گیا ہے۔ پورا نسخہ ہلکے بادامی رنگ کے چورازوں سے اوراق پر مشتمل ہے، جن میں سے ابتدائی تین ورق چھوڑ کر چوتھے سے کتابت کا آغاز کیا گیا ہے کاغذ کا سائز 12×8 ہے اور کتابت شدہ سائز تقریباً 11×6 ہے۔ ہر صفحہ پر اٹھارہ اشعار آئے ہیں اور مقطع کے اشعار اور پہلے کے اشعار آئے ہیں۔ البتہ دیوان میں درج ابتدائی کلام میں جو شاعر کے ناکام رد مسائل کی چند اداوتوں پر مشتمل ہے اس ترتیب کو ملحوظ نہیں رکھا گیا بلکہ غزلیات کے برعکس اس حصے کی ایک ایک سطر میں تین مصرعے درج ہیں۔

قلم اوسط درجے کا استعمال کیا گیا ہے۔ جو نہ زیادہ باریک ہے اور نہ زیادہ موٹا۔ خط پختہ اور نفیس ہے۔ مگر خوشخطی کے زمرے میں نہیں آتا۔ املا کا انداز وہی ہے۔ جو گذشتہ صدی میں رائج تھا۔ جن لوگوں کو اس قسم کی تحریروں سے واسطہ پڑتا ہے اور وہ تھوڑی بہت مہارت رکھتے ہیں ان کے لئے تو اس کا پڑھنا شاید زیادہ دشوار نہ ہو۔ لیکن موجودہ دور کے عام قاری

اے باسانی نہیں پڑھ سکتے۔ اسی بنا پر پورا مجموعہ کاتب کی سہولت کیلئے
موجود اصول املا کے مطابق دوبارہ نقل کرنا پڑا چنانچہ اس کا تقریباً
ابتدائی نصف جناب مرزا محمد طاہر خان ایڈوکیٹ اور بقیہ راقم نے نقل
کیا۔

غزلیات کی ترتیب حسب روایت ردیف دار عمل میں لائی گئی ہے
البتہ بعض مقامات پر جو غزلیں سہواً متعلقہ ردیف کے تحت نہیں لکھی جا
سکیں انہیں آخری اوراق پر تحریر کیا گیا ہے چنانچہ ایسی تمام غزلوں کو
نقل کرتے وقت متعلقہ ردیف کے تحت درج کیا گیا ہے۔ اسی طرح
رباعیات اور کچھ متفرق کلام جو اصل نسخے میں کسی ترتیب کے تحت نہیں
تھا اسے بھی نقل کرتے وقت ترتیب کے تحت لایا گیا ہے۔ اصل مسودہ
کے ورق ۷۷ کے بعد ۷۸ سے درق ۸۱ تک شاعر نے اپنی بچپن لہجہ
غزلیات بخط نسخ تحریر کی ہیں، چونکہ اس دیوان میں شاعر کا فارسی کلام
پیش کرنا مقصود ہے۔ اس لئے پشتو کلام کو چھوڑ دیا گیا ہے، تاہم اس
بات کا اظہار ضروری ہے۔ کہ علیم پشتو زبان میں سخن سنجی کی قدرت رکھتے
تھے۔ پشتو کلام کے علاوہ بعض اوراق پر طبی نسخے اور چند لغویات وغیرہ بھی
درج ہیں۔ جنہیں غیر متعلق سمجھ کر سائل طباعت نہیں کیا گیا۔
صاحب دیوان کی درج ذیل تحریر کی روسے یہ یکم صفر ۱۲۰۵ھ
کو تکمیل پذیر ہوا۔

”تحریرات و کتبت فی یوم الاحد من شہر صفر فی سنہ
بعد الاف خمسہ وثلث ہائیتہ۔ علیم اللہ عفی عنہ“

دیوان کے اصل نسخہ سے کہیں یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ مصنف نے اپنی اس
کادش کا کوئی نام تجویز کیا ہو حالانکہ یہ ان کا دوسرا مجموعہ کلام ہے۔ اس سے پہلے
۱۲۹۴ھ میں وہ اپنا پہلا دیوان "تحفہ شیریں" کے نام سے مکمل کر چکے تھے۔ جس کا
ذکر بروجستان میں فارسی شاعری کے فاضل مؤلف پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر صاحب
نے حکیم کے حوالے سے یوں کیا ہے۔

"اس کتاب خود را تحفہ شیریں" نام بہادرم ذناریخ تولد این

تحفہ را بہ حرف (لفظاً) "غزفہ" کہ سنہ یک ہزار دو صد

ہشتاد و پنج است (۱۲۸۵ھ) انہما سر نمود۔۔۔۔۔

غزفہ بہ بین این تحفہ ام تا بقیامت بود این توشہ ام

چون صفت آتش رنگین کنم نام خوشش تحفہ شیریں کہ کنم

تحفہ شیریں ہی کے حوالے سے ثابت ہے کہ اس میں ۱۲۹۴ھ تک کا کلام

شامل ہے۔

"تا این تاریخ کہ بیت دہنم ذی الحجہ ۱۲۹۴ھ است۔ غزلیات

ناموزون این بندہ شرمندہ حقیر یلم اللہ ابن کلا فخر حمد ترمی سکند ملک بیچ

در قریہ پڑنگا باد (پڑنگ آباد) ہیں قدر از سینہ سرزدہ کہ درین

اوراق بیاد آورده شد و بعد ازین اللہ اعلم کہ نندگانی باشد یا نہ

و سوائی این دیگر غزل گفتہ شود یا نشود۔ اما اوراق بیاض خالی از

کتابت برائے احتیاط گذاشتہ شد کہ اگر حیات باقی بودہ از مخد اعانت غزل

از سینہ سرزدہ بر آن نرشتہ خواهد شد۔ اللہ اعلم بالصواب۔

”بلوچستان میں فارسی شاعری“ کے فاضل مؤلف نے علیم اللہ علیم سے متعلق طویل مضمون میں جو بھی منظوم یا منشور حوالے پیش کئے ہیں ان سے یہ بات حتمی طور پر ظاہر ہوتی ہے کہ شاعر کا پہلا دیوان ”تحفہ شیرین“ جو ۱۲۹۴ھ میں مکمل ہوا۔ اور اس سے مؤلف نے استفادہ کیا ہے۔ زیر نظر دیوان جسے طباعت کا جامہ پہنا کر پیش کیا جا رہا ہے، پہلے یعنی ”تحفہ شیرین“ سے مختلف ہے۔ اور اسے پہلی بار منظر عام پر لایا جا رہا ہے۔ مختلف اشعار و غزلیات کی وجہ تخلیق کے متعلق جس تفصیل سے ”تحفہ شیرین“ میں ذکر کیا گیا ہے۔ وہ زیر نظر دیوان میں مفقود ہے۔ اور اول الذکر دیوان کے بیشتر اشعار کا سراع مؤخر الذکر دیوان میں نہیں ملتا البتہ مرزا احمد علی احمد سے مراسلت کے سلسلے میں علیم کی طرف سے انہی (راحمہ) کی بحر اور زمین میں کئی گنج جن غزلوں کے حوالے ”بلوچستان میں فارسی شاعری“ میں دیئے گئے ہیں وہ تمام مؤخر دیوان میں شامل ہیں۔ تاہم ان کے مابین کہیں اشعار کی تعداد میں اور ایک آدھ مقام پر الفاظ میں تفاوت پایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر جو غزل اس مطلع سے شروع ہوتی ہے :-

آی بہ قد چون سرو تازی، ای بہ خوبی ہچوماہ

چشم را کمتر سیاہ کن، خرد سیاہست دسیاہ

”بلوچستان میں فارسی شاعری“ میں اس کے اشعار کی تعداد صرف چار ہے

جس کے زیر نظر دیوان میں یہ غزل سات اشعار پر مشتمل ہے۔

”چہ زینتی است دران دستہای ہچو صدف“ سے شروع ہونے

— والی غزل کے مطلع کا مصرعہ ثانی - ”علیم چارہ زمیند در کیں چہار

طرف“ کی بجائے ”بلوچستان میں فارسی شاعری“ میں یوں درج ہے :-

ز
جس میں علیم یوں اظہارِ مدعا کرتا ہے۔

منم از مصرفان صدقہ محسوب

یہ تمنا جان عطا کردن بود خوب

مندان مودہ در قرآن ز احسان

کہ من جبار لہ عشرہ بر اخیان

حسب نسب کے اعتبار سے علیم کا تعلق پشتونوں کے
معروف قبیلہ ترین سے ہے ان کا خاندان کب سے پڑنگ آباد
میں آباد ہے۔ اس کے سعلق علیم کہتا ہے۔

شد علیمی مسکن ملک بلوچی ہفت پشت

گل بلوچی کہنگ اش گل چشمہ گلزارِ گل

اس شعر کے مصرعہ ثانی میں پڑنگ آباد کی بجائے کہنگ
(کانگ) کا ذکر ہے۔ دیوان علیم کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ
آخری ایام میں کچھ معتمی لوگوں سے ان کی سکر رنجی ہو گئی
جس کے باعث وہ پڑنگ آباد سے ہجرت کر کے کانگ پٹے
گئے۔ ان کی ایک غزل کا تعلق اسی واقعہ سے ہے۔ ملاحظہ فرمائیے
اصول نے اس کا اظہار یوں کیا ہے۔

ایں ہمہ فتنہ کہ در ملک پڑنگ آبادست
روز و شب سال و مہ آشوب و اقدامت

معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس حجت سے مطمئن تھے جیسا کہ مذکورہ
بالاعنزل کے متطوع سے ظاہر ہے۔

شکر اللہ کہ علیہا شدہ زین قوم برون
ایں زمان از ہمہ تکلیف جہان کزادست

علیم کے کلام سے مجموعی طور پر اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ تمام
عمرات درمی کاشکار رہے۔ جسے انہوں نے عمر کے آخری
حصہ میں شدت سے محسوس کیا۔ ذیل کی رباعی سے ان کے شدت
احساس کی ترجمانی ہوتی ہے :-

چون رفت علیہم راز مہفتاد سہ سال
محتاج کے نگشت گفتم تو حال
بگذشت جوانیت کنوں پیر شدی
امروز بکش رنج و زکس بیچ سن سال

علیم چارہ نہ بیند ازیں چہا طرف
 علاوہ ازیں " آن خرد دلبران چلاک " سے شروع ہونے والی غزل
 کا یہ شعر ہے۔

آن مخزن خلق جسد عالم
 خاوند باک و جملہ املاک

"تحفہ رشیرین" میں درج نہیں۔ ایک اور غزل کا جس کا مطلع ہے۔
 از چشم تو رشک غزال ختنی لا
 بوئے تو بخل ساختہ مشکِ دطنی را
 درج ذیل شعر پہلے دیوان میں نہیں ہے۔

روزی کہ تفقد کنی از حال غریباں
 از یاد میر سوزشِ این پیردنی را

بہر حال دونوں دوادین کے تقابلی موازنہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے
 کہ جہاں تک ان میں قلم بند مواد میں سے غزلیات کے متن کا تعلق ہے مقدم
 دیوان کے مقابلے میں مؤخر معتبر تر اور کامل تر ہے۔ برخلاف اس کے جہاں
 تک بہت سی غزلیات کے پس منظر اور سبب تخلیق کی صراحت کا
 تعلق ہے۔ مقدم دیوان کو مؤخر پر قلمی فوقیت حاصل ہے۔ اگر
 "تحفہ رشیرین" بھی زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آسکے تو
 نہ صرف علیہم کے بہت سے اشعار کا پس منظر سامنے آسکتا ہے بلکہ
 اس عہد کے نارسا شعراء کی ادبی تاریخ کا ایک گم گشتہ باب بھی دستیاب
 ہو سکتا ہے۔ زیر نظر دیوان بھی اگر چند سال اور بے اعتنائی کا شکار
 رہتا تو امتداد زمانہ کے ہاتھوں معدوم ہو جاتا۔ اب بھی دیوان

کا اصل مسودہ انتہائی خستہ حالت کو پہنچ چکا ہے۔ دیکھنے سے صرف اس کی دبیز جلد کو ہی نقصان نہیں پہنچایا بلکہ اندرونی صفحات کا ایک حصہ بھی چاٹ چکی ہے، چنانچہ زیر نظر نسخہ میں ان اشعار یا الزام کی جگہ صرف نقطے دیئے گئے ہیں۔ جو دیکھنے والے خوراک بن چکے ہیں۔ اس تعارف میں حوالے کے طور پر جو اشعار درج ہوئے ہیں ان کے مراد علیہم کے کلام پر تبصرہ مقصود نہیں اور نہ ہی یہ میرا منصب ہے یہ حوالے محض دیوان کے اصل مسودہ کی تشریح کے طور پر شامل کرنے پر مشتمل ہیں۔ کلام علیہم کے محاسن و معائب پر قلم اٹھانا۔ ناقدین و اساتذہ فن کا کام ہے۔

علیم اللہ علیہم نے ۲۲ رذی قعدہ ۱۲۲۹ھ کو تحصیل مستونگ کے مشہور گاؤں پڑنگ آباد میں ملا فقیر محمد کے گھر جنم لیا۔ ان کے والد ملا فقیر محمد رموتی ۱۳ رجب المرجب ۱۲۸۲ھ گاؤں کی مسجد کی امامت پر مامور تھے۔ دادا قاضی ملا غلام محمد امامت کے علاوہ عمدہ قضا پر بھی مامور رہے۔ علیہم نے کس مدرسہ یا مکتب میں کہاں تک تعلیم حاصل کی؟ یہ اب تک معلوم نہیں ہو سکا۔ البتہ یہ بات واضح ہے کہ وہ بھی اپنے والد کی طرح مسجد کی امامت کے خزانکن سرانجام دیتے رہے۔ جس کے عوض انہیں ایک سو کا سرگندم (تقریباً پانچ بوری) اور اتنا ہی جو سالانہ ملا کرتا تھا۔ جو ایک سفید پوش گھرانے کی گذراوقات کے لئے ناکافی ہے۔ مگر اس کے ساتھ انہیں مخیر لوگوں سے زکوٰۃ وغیرہ بھی فراہم ہو جاتی تھی اس کا ثبوت قلات کے قاضی مولوی عبدالغفور کے نام منظوم خط سے ملتا ہے۔

در بیان نخباز

اس دیوان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علیہ السلام کی
 محرومی کا سب سے بڑا سبب جذبہ محبت کی فراوانی
 تھی۔ جس کے انہار میں اس نے بڑی اخلاقی جرأت کا مظاہرہ
 کیا ہے اور اپنے تمام ناکام رومانوں کا شعر کے پیرایہ میں
 تفصیلی ذکر کیا ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ جواز پیش کیا ہے کہ عشق
 حقیقی کی منزل تک پہنچنے کے لئے عشق مجازی کی منزلیں
 طے کرنا ضروری ہوتا ہے، اور کہ ہوا و ہوس یا ہوا و لعب سے
 ان کا دامن پاک رہا ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ ان کی بیشتر
 غزلیات میں حسن و عشق کی واردات کے ساتھ حمد و لغت کا زرمہ
 یوں پیوست نظر آتا ہے کہ قاری موضوع کی تمیز نہیں کر پاتا۔ میرے
 ناقص خیال میں اگر علیہ السلام رومان پسندی کا رنگ نہ پالتے تو قضا
 کے ہمدہ جلید تک پہنچ سکتے تھے۔ مگر اس صورت میں شاید ان
 کا شمار شعراء میں نہ ہو پاتا۔

علیہ السلام نے سن ۶۶۱ھ کی عمر میں ۲۶ ربیع الاول ۶۱ھ کو
 بمقام کانک دفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے دفات کے کچھ عرصہ
 بعد ان کے پسماندگان مراجعت کر کے پڑنگ آباد چلے
 آئے۔

دیوان کو مروجہ املاء میں منتقل کرنے کے سلسلے میں رفیق
 محترم مرزا محمد طہا ہر خاں ایڈوکیٹ کامنڈن ہوں جنہوں نے
 اس کا ابتدائی حصہ نقل کر کے میری رہنمائی کی اسی طرح تعارف

کے سلسلے میں عسکیم کے نواسے سید عبدالحی صاحب کا احساند
ہوں جنہوں نے عسکیم کی تاریخ نگاہ کے لیے پیدائش و رحلت اپنے گھر پہلو
ہیکار ڈسے تجس و تلاش بیدار کے بعد ہتیا کیس۔ اگر وہ کاوش نہ
کرتے تو یہ تاریخیں دستیاب نہ ہو سکتیں جن کی دستیابی کے بغیر عسکیم کا
تعارف نامکمل رہتا۔

محمد زینا

محمد زینا بیگم کی ولادت ۱۹۴۲ء میں ہوئی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں
پہلی بار شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں
شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔
آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء
میں شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔
آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء
میں شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔
آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء
میں شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔

محمد زینا بیگم کی ولادت ۱۹۴۲ء میں ہوئی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں

پہلی بار شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں
شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔
آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء
میں شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔

محمد زینا بیگم کی ولادت ۱۹۴۲ء میں ہوئی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں

پہلی بار شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں
شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔
آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء
میں شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔ آپ نے ۱۹۶۲ء میں شادی کی۔

کوست یکساں زازل تا بہ ابد	حمد بجد بخداوند سزود
اوست پیداکن آدم از خاک	ہمہ اوصاف و صفاتی او پاک
اوست گسترده عجب ہفت زمین	اوست دارندہ نہ عرش بریں
اوست و انابہ ہمہ موجودات	اوست خلاق ہمہ مخلوقات
اوست پیداکن اجنات از نار	اوست پیداکن یکی زندہ کند
ہم از ان زندہ کی مردہ کند	گاہ دہد میوہ و برگ کی بدرخت
گاہ عریاں کند پے بر سخت	گاہ رنگیں کند از سبزہ زمین
گاہ خالی کند از نقطہ چوسین	صورت آرد ز یکی قطرہ آب
گوہر از قطرہ دوم ز سحاب	پرچہ از قدرت او یاد آرم
بہ نہایت نرسد گفتارم	از صفتہائی منست او بیرون
اوز ادراک صفتہا بیرون	فصلواتی ز ہزاراں بسیار
بفرستم بر سولی مختار	تا کہ باشم بچہاں ز مل حیات
باد بر روح وی از من صلوات	ہم بر اعدا و ہمہ ریگستان
بشمارے ہمہ اوراق جہاں	بہ نباتات و بندرات ہوا
بجہوبات و نجومات سما	

(۱) اوست گسترده عجب ہفت زمین

۲۔ گاہ عریاں کند پے بر سخت

۳۔ تا کہ باشم بچہاں ز مل حیات

۴۔ بجہوبات و نجومات سما

عدد موی همه انسانات
 باد هر روز بر دصد چندان
 عددی صوف همه حیوانات
 آل و اولاد نبی را خوانم

مجاز اول

دیدم صستی چو ماه روی
 از عمر عزیز وی دو هفتی
 سیمین بدنی و مشکبوی
 ابرو چو بلال یا کمافی
 چون کباب دری بنا ز رفتی^ع
 غنچه دهنی و نکته دانی
 مقتول شده از ادب جهانی
 دندان چو درسی ز رخ چو سببی
 شمشاد قدی و نوجوانی
 می خواند بدین او الف بی
 دیدم چو دو چشم زگیس را
 رخساره تازه نازنین را
 از یک نگهی که سوئی ما کرد
 دوزخ آتش و تن ز روح جدا کرد
 تیری که ز شست خود را کرد
 در سینه ریش ماش جا کرد
 کنون چه کنم که نیست حیل
 فی راه گریز و فی وسیله
 بیبهات که نیست چاره سازی
 کز ما بر مساندش نیازی
 روئے خوش او چون ماه دیدم^ع
 دو نوی و گرش برآه و پدم
 جانم ز گل انار نازک^ع
 گفتم که الا انکار چابک

ع^۱ چهل کباب دری بنا ز رفتی

ع^۲ روزی و گرش برآه دیدم

ع^۳ گفتم که الا انکار چابک

تار کبدن و شکر لبی تو	سر تا بقدم چو سوسنی تو
دصفت رخ خوب تو ندانم	صد سال اگر قلم برانم
من بر تو شب پر و بلیل	تو بر سستی چراغ یا گل
وز بحر تو جمله شب بخواری	از عشق تو تا سحر بزاری
مونس بجز از تو کس ندارم	نداری کنم و فغان بر آرم
آغشته میان خاک و خونم	ای جان به غم تو سرنگونم
نالان به غم تو چوں ربابم	در آتش عشق تو کبابم
بے غیر تو نیست زندگانی	از حال دلم اگر بدانی
زخم دل این گدا دوا کن	ای دوست نظر بحال ما کن
در می ندی عذاب سخت است	دار و بدیم که وقت وقت است
بر حال غلیم سسته بنگر	آجرت بدید خدای اکبر

مجاز دوم

غنچه دهنی شکر لبانا	امروز یکی جوان رعنا
آمد برمانشست دلدار	اندر لب جوی بارغ سرکار
از دست برفت اختیارم	آمد به نشست در کنارم
در دست گرفته نیم نانی	در حن چو بود نو جوانی
خوش باش مباحش هیچ دیگر	تاں داد بدست من که بر گیر
گویا همه بارغ پر سمن شد	یک لحظه نشست در سخن شد
آتش بدرون من همی کرد	یا عشوه گری سخن همی کرد
از خنده گهی سمن همی کاشت	گاه دیده نیاز سوی من داشت

گاه تیر زدی به دل زمرنگان
باردی قمر بچشم آه
مهتاب رخی قمر جبینی
با چشم دوزرگین پر خواب
دل رفت و قرار و صبر و آرام
آخر دمی نشست و برخاست
آتش بفتند در وجودم
حال دل من چو گفتمی نیست
نی طاقت آنکه حال گویم
یار ای سخن باد ندارم
نی جانب یار محرمی است
زیرا که نماند راز را جای
یکسال گذشت که می خورم غم
افسوس که رفت عمر بر باد
سودا می وصال یار جهانی
داننده خداست آنکه تا کی
روزی به بهانه بر رفتم
ناچار به پشت ای لکارا
روزی که بدیدمت در آن باغ
روزم بغم و ششم به اندوه
معلوم شوی اگر ز حالم

می شانند بسینه نوک پیکان
افتند مرا بصد میا هو
عذرا منشی و ناز نینی
افتند مرا به بیچ و در تاب
از ناز و کوشش گل اندام
بیچاره دلم ز عشق می کاست
بیرود رود از دماغ دودم
بر جانب دوست رفتنی نیست
راز دل خود با او گویم
شب تا ببحر میان نارم
این درو مرانه مرهمی است
بندست ز بهر رفتنم پای
دارم نگهش نمی زخم دم
گاهی نشدم زیار دل شاد
عمر لیت که دارمش نهانی
باشم به غمش اسیر تا کی
چون دید بجنده رفت گفتم
گویم بنوح سال آشکارا
در دل بنهادیم دو صد داغ
آیه بدلم غم تو چون کوه
بگذشته چه گونه مه و سالم

از حال شوی اگر تو معلوم
 دانی که به هر شب و به هر روز
 ای کاش تو آنچه من شدی زار
 بنگر تو بخود که شوی زار
 با عاشق خود مکن جفارا
 بر عاشق خود یکی نظر کن
 این بنده علیم شده علامت
 باشد دل سنگ تو شود موم
 بیرون رودم ز سینه صد سوز
 تا گمیت شدی ز بیمار
 نی عقل نه هوش آیدت کار
 آزار مده ولم خدارا
 بر حجره ادیکی گذر کن
 باشی بزمانه در سلامت

حجاز سوم

دیروز بسیل باغ و بستان
 رفتم چو بخانه نگاری
 دیدم صنمی بحسن حوری
 شمشاد قدمی و تیز بینی
 زلفان سیاه آن دل آرام
 پشمان خمار نیم در خواب
 از وصف جمال یار گویم
 غنچه دهنی و لاله رومی
 لعل لب او گل انار است
 دندان جواهرین یک رنگ
 خالی دو گوشه دو پیشمش
 خالی که میان هر دو ابرو
 رفتم بتماشه گلستان
 آنجا صنمی چو گل اناری
 سر تا بقدم بجلوه نوری
 سیمس بدن و ناز بینی
 بر دند ز دل قرار و آرام
 گشتم من دل فگار بی تاب
 تعریف رخ نگار گویم
 نازک بدنی نجسته خمی
 عشاق ز هر طرف هزار است
 نقد دل من ربوده در چنگ
 بنهاده عجب بزبیب و دکش
 بنهاده، خراب کرده هر سو

حنائی کہ نہادہ برز خندان
 در گوش چو کردہ گوشوارہ
 آل چادر خاصہ ملینش
 زینبای زیوریش چو دیدم
 مانند حیران چون شکل دیو او
 ایندم بخمال او بیانی
 ییالی و ش من بیا و بنگر
 مجنون شدہ آکہ نیست تا بم
 شب تا سحر چو نیست خوابم
 در عشق تو سوختم کیا بم
 از کبر بہ من نظر نداری
 بر کلبہ عاشقت گذر کن
 بی روی تو زندگی حرامست
 ایں شام مرا بوسل کن روز
 از بہر خدا دوا بخشم
 تاکی بجفا کشی بتیغم
 از عشق خودم خراب کردی :

عشاق نمودہ زان فریشال
 زان گشتہ دلم ہزار پارہ
 پیراہن سرخ نقش چینش
 عقل ز سر روح ز تنم پریدم
 ہم از دلی و جان شدہ خیزیدار
 گویم من زار داستان
 در عشق تو سوختم ہر امر
 از تیغ جفائی تو خرابم
 دل میل نمی کند بہ آبم
 نالندہ ز درد چون رہا بم
 بیمار شدم خبر نداری
 بر حال خراب دے نظر کن
 بی وصل تو روز من چو شامست
 ابن کلبہ بحسن خود بیفروز
 بیمار شدم شفا بخشم
 تاکی داری وفا در یغم
 در آتش غم کباب کردی

عا فریشال - بلوچی میں سن اور سپ متبادل ہیں۔

عا خاصہ رکھنی ملل۔

از تست مرا بسینه دانی
تیری که زدی ز حسن بردن
بسیارستم مکن نگارا
خاک قدم تو سر مه سازم
روزی که ز خاک سر بر آرم
اینست خیال من شب و روز
یاران! سخن کنم من از دل
تابوت مرا ز بعد مردن
اندر سر راه او بدارید

بر سوخته ات گذر نکردی
اینست که مرد ز خرافت
گویم شب و روز این فسانه
گویم همه وقت با خیالش
چون نیست ز حال ما ش پروا
بر خیز عیلم صبر خود کن
از جانب حق نخواه پنهانی
از در گمراهی کنی تو حاصل
امید که این مجاز اول

از داغ منست ترا فراغی
این ز ندگیم فتاده مشکل
رحمی کن و امی صنم خدارا
سرور سر و کار عشق بازم
از یاد تو دست بر ندارم
گویم بخیاں او بصد سوز
دارید بگوش خود ز بیدل
ببرید بسوی یار گل تن
از سوز جگر فغان بر آید

علی بیهاں یہ شعر حذف کر دیا گیا ہے
گوئید باں نگار بی مہر

این کشته عشق تست در ہجر

آغاز عشق چهارم

چایک و خوش منشی دلداری	دوش دیدم صنمی عیاری
دیگران خادم اوسهرداری	خوب رویان بعروسی شده جمع
غنچه لب شهید و ننگر گفتاری	روی اور همچو قمر یا چوں خور
چادر و پیر منش گلناری	رخ چومه چشم خماری بادام
همچو طاووس چه خوش رفتاری	مشتری روی پر یزادی بود
ریخت گویا ز شکر خرداری	سخن چند ادا کرد بناز
گویا سزده از گلزاری	پای تا سر همه او بود پو گل
سر بسر بود بر و زو کاری	بمه جان یوروز زینت لبته
در دم جای گرفت صد خاری	دیدم آن روی نگارینش را
گو میا گزدم از ان ماری	هر کجا چشم کشادم ز تنش
من شدم نخسته و دل افکاری	کرده هر کس بعروسی دل نشاد
من از و برده بدل آزاری	هر کسی گشته فرحناک عروس
هر طرف رفته از او انواری	او در آن مجلس خوبان چو چراغ
زو گرفتار شده بیماری	بجا بر سر هر کوه و بام

خنک آنکس که بهر شام و سحر
 با چنین تازگی و زیبای
 هر که عاشق نشد آن مدهورا
 منکه آشفته رویش گشتم
 روز دوم بدری او رفتم
 گفتش عاشق روی تو علم
 گفت در مسکن ما کن گذری
 گفتمش چند بسوزم ز غمت
 چونکه بگذشت همی شب برین
 چو مرادید بخندید نگار
 گفتمش غار نه لایق جای ست
 تا ترا سیر ببینم من زار
 غیر دیدار تو چیزی دیگر
 مدتی چند برین گونه گذشت
 پس بگرداند ز روی دل
 که دگر باره بسویش نه روم
 ترک شهوت نه کن هیچ کسی
 یا الهی تو بده توفیقم
 عشق خوبان مجازی ز دلم
 از هوای و سو سم بکیسو کن
 تو ز عشق خود از عشق رسول

اوش همدم بود هم یاری
 همه جا عاشق او بسپاری
 هست او گاه خری بیکاری
 نیست مطلوب بجز دیداری
 راز را خاش نمودم باری
 بتقابل بنشین یکباری
 تا که بنمایم دست دیداری
 گفت باز آی حبا یکباری
 رفتمش صبح بعدری کاری
 کرد ایما بسوی یک غاری
 بنشانم برمی خود یک باری
 از تو غم بردل من انباری
 نیست در خاطر من آزاری
 رفت و آمد بشدم تکراری
 بسزدبان رفت مرا اسراری
 هم کنم تو به انیس بیزاری
 مگر این کار کند شکاری
 از هوس تو به کنم خرداری
 دور کن تانم شوم بدکاری
 که به پندار من از مرداری
 جای ده در دل من مقداری

ایضاً

رساں این نامہ نزدیک چوں تیر
 ہزاراں عاجزی از من رسانش
 من از نادیدنت بسیار غمگین
 شدہ این عاشق بیچارہ زنجور
 ز سینہ می کشم افغان ہنراری
 ترا میخواہم ای یاری گل اندام
 کہ رو باروی زیبایت نشینم
 عیان سازم بہ پیشیت نیک و بد را
 نصیبم کن یکی دیدار مبارک
 مراد خود بیایم من ز دلدار
 علمی شد دعا گویت سراوان
 دعای گویت در صبح و در شام
 بصورت خوش بقم سالم بدن شاد
 ز بیماری فگر بمانت خدا باد
 شنور از نہاں از سینہ من
 ز درد عشق نالہ چوں رہا بم
 درین عشقت شکر پیارہ سال
 مراد مشکبک پچو بادام
 سہ شک از دیدہ میریزم کہ چوں ابر

الا پیک صبا بر خیز و بر گیر
 سلامی ما بگو با صد زبانش
 بگو ایماہ گلخن این رنگین
 از آن روزی کہ افتادی ز من دور
 شب و روزم نہ طاقت نی قراری
 بنا لم پیش حق از صبح تا شام
 کہ بر حال قدیمت باز بینم
 بخوانم پیش تو احوال خود را
 خداوند اجابت کن دعا را
 کہ چشم خود کتسم روشن بدیدار
 الا اے مہ رخ گلر وئے نننداں
 بہر جای کہ باشی ای دل آرام
 کہ جان نازنیت در اماں باد
 ز آفت ہا ترا حافظ خدا باد
 الا اے دلبر دیرینہ من
 مرا عمریت تا دیتیچ و تا بم
 دلم سودا خ سوراخ بست چون غراب
 نگار گل رخ و گلہ گل اندام
 نماندہ در وجودم طاقت و صبر

درین غم هیچ غمخواری ندادم
گذشت این عمر بی حاصل بخواری
جای آنکه بر خور دارم از تو
دارا بر من مسکین نظر کن
فل پشمرده را آبی رسانی
پشال از هر دولب آبی حیاتم
فقیرم بر درت نالان ستاده
وایم بخش و دردم را دوا کن

بجز دردت دگر دردی ندارم
تو پروای من بسیدل نداری
نه صبری آنکه دل بردارم از تو
بسوی بسیدل خود یک گذر کن
دل پوشیده را شربت چشانی
بده بوسی دو از وجه ز کویم
میان خاک و خاکستر فتاده
دل بیمار را مرهم عطا کن

ربوعیه عشق حقیقی

ایلمار رسم خوبان اینچنین ست
یا بگذر ازین گرداب نایاب
ش بار سلامت بهر خوبان
شی تا چند این جور و جفا را
بانگت بند کن از وصف خوبان
خوبان جهان مه طلب و فای
تا خوانی بن هر دم خدا را
را وندی که عالم آفریده
مردم کرد آدم را با کرام
خر کرد هر چیز می به آدم

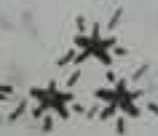
که هر جا عاشقتش اندوه گین ست
مشو در عشق مهر و بیان بتیاب
میفکن خویش را در بحر عصیان
به پیمائی ره خوف و خطارا
نمی شاید تنم خوانی با ایشان
نمیدانند جز بهر دور و جفا
درودی خاص گوهر مصطفارا
نه عالم جمله آدم برگزیده
بدنیا و بعقبی داد انعام
بر او بخشید لطف در جم هر دم

نمیرد هیچ گاه دائم حیات است
 نه او را خورد و خواب و فی مکال پس
 بهر چیزی و هر جائی خبیر است
 بقدرت هر چه دانست آفریده
 یکی را خورد کرد گر تو بدانی
 کسی ادنی کسی اوسط کس اعلی
 تو اول نیست بودی چون تراوت
 یکی را عقل و دانای عطا کرد
 یکی را پاندا ده تا او نشیند
 نگردد دست او از هیچ رنج
 ز سرگردانیش حال دگر داد
 یکی را کاتب و صاحب قلم ساخت
 یکی را جهل داد و خود نمای
 یکی بی نال بخار و خاک خسپید
 یکی از بهر یک نال برده رنج
 در این جای هیچ عاقل ره نه پوید
 تفاوت را به بینی از نبات است
 حکمت میکند قدرت نمای
 بهر حال بهر چیزی توانا است
 نهاده اندران اد حکمت خویش
 هزاران جاں فدای حکمت او

خداوندی که او تمام بذات است
 نه از کس زاده فی زاده از کس
 خدای بی نیاز و بی وزیر است
 بشش جانب خلایق آفریده
 یکی را او عظمت هم کلانی
 در انساں هم تفاوت کرد پیا
 برنگ و شکل و عقل و خو و عادت
 یکی را چشم پهنای عطا کرد
 یکی را کور کرد تا او نه بیند
 یکی را دست داد و زور پنجه
 یکی را دست خشک و گوش کرد
 یکی را علم بخشید و علم ساخت
 یکی را علم داد و رهنمای
 یکی را کج داد و تاج بخشید
 یکی را بی طلب بخشید گنجی
 ز حکمتهای او عقلم چه گوید
 نظر هر چه در این کائنات است
 مراد را می سزد نامی خدای
 بحال بندگان خویش داناست
 بهر کس داده چیزی از کم و بیش
 خدا جانم برای قدرت او

فدا جانم برای آن رسولش
 فدا جانم برای آل و اصحاب
 منم چون خورده فولاد و ارزین
 اگر چه نیست چون من در جهان بد
 اگر چه بنده بس شرمسارم
 خداوند! بخشای گنه را
 نباشد هیچکس عساکس ترا ز من
 اگر چه روسیه از من کسی نیست
 بیای کردی تو خود لا تقنطوا را
 من از عفت بسی امیدوارم
 بغیر از در گهه تو نیست ملجا
 بعشق خود بگردان روی دل را
 مجازی عشق را مکروه دانم
 نیم محروم هرگز از در تو
 دلم رازین دعا مسرور گردان
 بلا و آفتم نفس است و شیطان
 علیمت بنده از بندگانست

حبیب اوست هم صاحب قبولش
 برای تابعین و جمله اصحاب
 منم چون ذره بیکار و ناچیز
 بحکمت خلقتم را کرده او خود
 خدایم اوست غیر او ندارم
 ترحم کن یکی این روسیاه را
 نباشد مذنب جهانی ترا ز من
 بجز تو سائر و ذوالمن کسی نیست
 باین جرأت کنم این گفتگورا
 که ملجای بغیر از تو ندارم
 بکن رحمی گنا بانم به بخشا
 کف اندازم عشق آب و گل را
 بجز عشقت دگر چیزی ندانم
 که محروم است شیطان از بر تو
 بلا و آفت از من دور گردان
 خداوند ازین آفات برهان
 ترا الطافهای بسیکر است



عشق پنجم

بے غم برہی گذر نمودم
 آمد بہ نظر یکی پرزی زاد
 آہو برہی مقابلم شد
 کو پارہ ماہ بود یا خور
 قدرش چو الفت کشیدہ سردی
 صبر از دل من برفت و آرام
 مہرش بدلم ز پیش جا داشت
 دل میل ہواش داشت از پیشین
 امروز شدم بسی ہوا خواہ
 در سینہ چو نیست دل قرارم
 وی شب ہمہ شب نغال کشید
 دوشینہ شہم حرام شد خواب
 بیرون نشود ز سرخیالش
 تا جان دارم بیرون بسازم
 اد جان من ست و نور ویدہ
 اکنون چکنم کہ نیست چارہ
 عشق ست کہ می برد بگویش
 ناچار بر فتمش بخسانہ
 ہنہستم و ہر وی دلہ الہ

مستغرق کار خویش بودم
 از دست رفت دل بہر باد
 صد تیر ز عشق در ولم شد
 من سوختن ز پائی تا مسر
 رفتار چو کبک یا تدروی
 از دیدن روی آل دل آرام
 خوابان وصال اورضا داشت
 ہر روز و صد ہواش شد بشین
 از حال ولم خداست آگاہ
 از دست برفت اختیارم
 چوں ماہی آب بس طپیدم
 پیچیدہ بخود چون مار بنی تاب
 دل صید شد دست بر جالش
 با او سر و کار عشق بازم
 مہرش ہدرون دل رسیدہ
 دل گشتہ درون سینہ پارہ
 تا سیر نظر کنم بردیش
 کہ دم بغرض یکی بہسانہ
 صد بار شدم بجان خریدار

از ناز بسوی من ای دید
 از خنده ناز او دلم سوخت
 از شعله ناز عشق مددش
 ما در چو سکوت من بفهمید
 میسید چیرا سخن نگوئی
 بکشاد مپس ز باں بسد دل
 میکرد سخن دگر بجز دید
 جان و دل من به غمزه میدخت
 ناکرده سخن شدم چو خاموش
 بکشاد و بان ز حال پرسید
 از بهر چه آمدی چه جوئی
 گفتم که بگویمت ز مشکل

مثنوی

ای مادر مهربان عاقل
 ای والدۀ حریف و انا
 عاقل بزنان این زمانه
 فرزند من قبول داری
 بر نام و نشان من نظر کن
 در دامن علم من سپارش
 من تاج سرم ترا خبر دار
 جانم همه پر ز نور علم ست
 اندیشه مکن که مرد و منم
 کرده نیم - نیم ز جا بل
 جاهل تو مکن بمن برابر
 ز نهار که بد بدل نیاری
 در شیوۀ هر هنر تو کامل
 ای عاقل و هر هنر توانا
 همسر بتونه - تویی یگانه
 گر روی خدا رسول داری
 گفتار جهان ز دل بدر کن
 در عقد نکاح من ده آرش
 من شان تو ام - تو باش بشیار
 خوارم نکنی که سخت ظلم ست
 هم پاک و صفا و بالیقینم
 بیدار منم نیم چون کابل
 من مشکم و جابلال چو انگه
 در راه صفا - جفا نکاری

نفتد بمیان خلق غوغا
خوش کن دل ما بجز عاطر
بنمای باین حلال را هم
کیس عقد رساند او به پیوند
فرزند ترا حلال خواهم
در پیش تو نیز خواستگاری
هرگز نه کنم حرام کاری
زین پیش مراده فضیلت
در پیش کسی بیان نیاری
در سینۀ خویش جوش دارم
بگذار بحق تو نیک و بد را
در سوز کنی بسی خرابم
بر من بکنی تو سرگرانی
آتش بزنی درین وجودم
مرهم بگزار از زخم ما را
در علم و کتاب من نظر آر
در دل تو میار نا امید
در پیش خدا شوی سلامت
ای والده عقل آرن هوش

خواهی نشوم بخلق رسوا
آید اگر تپسند خاطر
من عاشقم و حلال خواهم
خواهم بجلال از خداوند
از پیش خدا وصال خواهم
در نزد خدا کینم زاری
در خاطر خود ملال ناری
در راه خدا کنم نصیحت
این گفت مرا نگاه داری
بی عقل نیم که هوش دارم
در سینۀ من تو دوست رد را
گر تو بدی ازین جوابم
از در گه خود اگر برانی
بیرون کنی از دماغ دودم
آزار مده تو جان ما را
از موسی سفید من مکن عار
شرمی نکنی ز موسی سفیدی
گویند اگر جهان ملامت
ای والده مهربان کن گوش

گرد دل تو هوای دین است
 مردان خدا ز جهل بیزار
 دختر چو دهمی بحسب اهل و خرم
 گرمیل دولت بگمراهانست
 خواهی که کشتی بسی ندامت
 گل را تو مده بایست بدخواه
 با مردم نیک کن تو بیسو ند
 در صحبت بد مده تو فرزند
 از صحبت جاهلان بپرهیز
 از صحبت بد مشومی تو دل ریش
 از صحبت نیک رنگ گیری
 بر گیر ز من تو این قدر پشند

این است رهت که راه این است
 دین می طلبندی که دینار
 خواهی بزنی دو دست بر سر
 در هر دو جهان ترا زیانست
 گرد بستو پیش صد ملامت
 قرآن تو مده بدست گمراه
 گردی تو ز نیک مردم خرسند
 گردی تو بظلم خویش در بند
 با نیک طبیعتان در آمیز
 هر روز رسد ترا بحسبان نیش
 در دل ز بدان تو رنگ گیری
 بنگر که چه لذتست در قند

در پیش ماور و پدرش حکایت گذاردن

ای عزت والدیت بر سر
 از قصه قاضیان همدمان
 قاضی که بخانه دختری داشت
 آل دختر پارسا بخسانه
 خوش صورت و خوش زبان و خوش
 دختر چو رسید گشت کامل
 آوازه حسن او بهر سو
 گویم بتو قصه سر اسر
 دختری که داد نقل بر خوان
 مانده ماه و اختری داشت
 در حسن و جمال بد یگانه
 خوش سیرت و خوش جمال و خوش
 در هر هنری بگشت عامل
 افتاده بهر طرف بهر کو

از هر طرفی ز خواستگاران
 هر کس بطمع بداده سوغات
 سوغات به تحفه هر کسی داد
 قاضی بکسی نه داد دختر
 اندیشه و فکر کرده قاضی
 می گفت که دخترم از آنست
 دختر بکسی دهم که دیندار
 هر کس که بعلم دین نشانست
 آن را دهمش که مرد دینست
 اندیشه بدل فلکند قاضی
 در خانه بدش یکی غلامی
 او صاحب علم بود دیندار
 او کرد غلام خویش آزاد
 زان نیت خاص او که دین بود
 پیدا شده زان میان پوری
 در خانه شدش چو عبداللہ نام
 زان نیت پاک صاف قاضی
 تو نیز نظر بحال دین کن
 گر هست ترا بدل یقینت
 بینی دو هزار نفع دنیا
 از من تو گهی خطا بینی

علماء و تجار و شمشواران
 از بهر خدانهادہ دعوات
 قاضی همه را جواب می داد
 مر جمله جواب کرده یکسر
 بر هیچ یکی نگشته راضی
 دیندار و تقی بود همانست
 باشند که صاحبان زردار
 هم لائق دخترم همانست
 دنیا چه کنم آن لعینست
 جامی که شود خدای راضی
 میخواند مبارکش بنامی
 هم متقی و بسی صفا کار
 دختر بنکاح عقد او داد
 در دین نبی و را یقین بود
 پوری نه که بود قرص نوری
 روشن شده دین از دین اسلام
 اللہ در رسول گشته راضی
 جلال مطلب باین یقین کن
 کن صاف ز خار راه دینت
 در حشر شوی قرین علما
 گاهی تو ز من جفا بینی

از راه خدا شوی خبردار	ببینی تو ز من دفای بسیار
ادلا ترا براه بیارم	دیس را بدرون نشال بکارم
ابهات مرا تو چون بخوانی	مخوده تو جواب در نهانی
لیکن به نهان بخوان مکن فاشن	اندر دل خود گو مکن تالاشن
آهسته و بی خبر بزم یارم	نرودم بدی بد آنکه بد یارم
این رست که حال با تو گفتم	در تارچو گوهرش بسفتم
بپذیر قبول کن تو نازم	در خلق بکن تو سر فرازم

مناجات بدرگاه قاضی الحاجات

یارب تو بحال بندگانت	نیک دید هر کسی عیانت
یارب تو بساز چاره من	بسنگ بدرون پاره من
یارب تو که قادر می توانا	از حال خلافتی تو دانا
یارب تو قبول کن دعا را	آرمی بحلال یار ما را
جایی که دلم اسیر گشته	علم تو بر آن خبیر گشته
اندر دل مادرش بیانداز	بهری من و همچو موم بگداز
هم در دل والدش تو رحمی	انداز دهنش تو عقل دهنی
انخوان و قبیلہ اش بیکسر	گردان بجهتتم تو رهبر
آب باه مراد دهند با رسم	آورده نشانده در کنارم
یارب تو بفضل چاره ساز	با من بحلال سازد مساز
رویم ز حرام خود بگردان	رویم ز حلال خود بگردان

آمنه مرا اسیر من کن
 یارب تو کنش بمن موافق
 یارب تو ز راه بد نگاهدار
 رنجش ندی بحال تو گاهی
 بر جان لطیف نازینش
 یارب چو گل ست جمله جانش
 آن جان عزیز ماه رخسار
 از راه بدش نگاهداری

آهوی رمیسه گیر من کن
 معشوق شویم هر دو عاشق
 این جان مرا و جان دلدار
 اندازه برگ و پتیر کاهی
 رنجی نرسانی از زمینش
 آفت مرسان ز آسمانش
 از رنج و بلا تو در اماں دار
 آفات و بلا برو نیاری

اِیضًا

من باخته دل بروی شاهی
 عاشق بحال ز سبدارش
 گویم که مه ست روی خویش
 مه را نه قدست دنی که بالا
 مه را نبود لب و دانی
 مه را نه بود دو گیسوی کج
 مه را نبود چون گردن عاج
 مه را نبود دو دست و سینه
 ماه من از و زیاده باشد
 آن عمره و عشوه هائی دلدار
 این شیوه نه مه کسی ندیده

خوبان چو ستاره او چو ماهی
 گشتم من زار خواستگارش
 فی نی غلظم قسم برویش
 مه را نبود دو چشم شهلا
 مه را نبود شکر زبانی
 مه را نبود دو ابروی کج
 کاکل نه بود و را بسرتاج
 در سینه دو میوه نگینه
 مه گرچه بلند پایه باشد
 آن خنده و ناز هائی بسیار
 در گوشش نه این چنین شنیده

بامہ نکلند عشقبازی
 آن روز کہ عشق آفریدند
 دادند چو عشق را بہ آدم
 من نیز شدم ز عشق در بند
 میل دل من بردی خویش
 ماہ من اگرچہ خورد سال ست
 دانا ست بعقل خویش بسیار
 زان روز کہ دیدمش بہ بندم
 بیرون نرود ز دل خیالش
 خواہم ز خدا کہ آن مہی من
 میل دل او بخواہم از حق
 از راہ حرام ہر دو دل را
 یارب بامان خود بدارش
 از مہ نہرند چہ سارہ سازی
 لائق بر تو د میش دیدند
 زانست بہ بند عشق ہر دم
 زان نیست خلاصم ازین بند
 زان میکشدم کشاں بسویش
 در شیوہ عشق با کمال ست
 ہمنندہ بکار خویش ہشیار
 در سوز و گداز چون سپندم
 جو یان ز خدا شدم وصالش
 آید بکنار آن شہی من
 آید بحلال شرع مطلق
 یارب تو نگاہ کن دو دل را
 سالم تو بدست من سپارش

ایضاً

حمد گویم بخدا در ہمہ حال
 داد قرآن و گرا سلامم
 با وصلوات ز من بسیارش
 حق کہ دانا ست بر اسرار من
 حال در نزد خدا می نامم
 عمر بگذشت خدا یا اکثر
 داد ایساں بدلم مالا مال
 ہم بہ پیغمبر خود اکرامم
 آل و اولاد و صحاب و یارش
 گویش حال بہ تکراری من
 دوست دانا بہ ہمہ احوالم
 در پئے عشق بہت سیمیں بر

تا یکی خون جگر نوشانی
 بمرادم برسان یارحمان
 گرچه او حسن ندارد بسیار
 روز و شب هست خیالش در سر
 دست را کوفته ندارم ز وصال
 خواهم از تو بحلال آن مه را
 شکر بگذارم و حق را آن دم
 یارب از لطف خودت کنش در آن
 مهربانش کن و تا بنوازد
 بحلالش ز تو خواهیم یارب
 تا که باشیم در ایام حیات
 کن موافق مه من را با من
 یارب از راه بدش دور مدار
 دور دار از تن او رنج و بلا
 پدر و مادر او را بنواز
 برکت عمر با خوانش ده
 در امان دار از آن بدخواهان
 هر که او دشمن و بدخوله هست
 از خدا می طلبم بر سر او
 از خدا خواهیم و آن دشمن را

خلعت نوز غمسم پوشانی
 مشکلم ساز بزودی آسان
 دل پسند است مرا آن دلدار
 می شود دم بدیم غمسم بهتر
 گرچه عمرم برسد تا صد سال
 برسانی بوصول آن مه را
 تا نشیند بکنارم همدم
 بکنار آیدم آن گل خندان
 دست در گردن من اندازد
 ز حرمت پیناهم یارب
 هر دو باشیم و بکیدل یکدات
 که من او باشم و او باشد من
 در همه رنج بدارش بکنار
 نی که در باطن او نی که ملا
 بدی شادی و هم عمر دراز
 وسعت رزق فراوانش ده
 اهل و اولاد مرا یارحمان
 چاه کن در پی و در راه منت
 آفت و رنج و بلا بر سر او
 نیک و نیاید رود چاه کن را

کور و کر ساز و و هم خوار کند
 که بدل کینه ندارم ز کسی
 هر که کارد ز همان برچیند
 از خدا ذلت او می خواهیم
 دارد امید فراوان ز کریم

به بلاهاش گرفتار کند
 دشمنی هیچ ندارم به کسی
 هر که او بد کند و بد بیند
 هر که از جهل شود بدخواهم
 بنده گنده شرمنده علیم

ترجمه بند

افتاد نظر به راه روی
 شمشاد قدی فرشته خوبی
 مانند شب سیاه موی
 چون عنبر و مشک دار بوی
 بردند بوصل آرزوی
 بسیار نموده جستجوی
 از هر در و هر سرای و کوی
 فریاد زدن به بانی هوی
 ایجاب نشد به هیچ روی
 برباد بر خستم آبروی

روزی گذرم فتاد سوی
 رویش بشار ماه کامل
 ابرویش بلال یا کمسانی
 چون غنچه گل دهان تنگش
 عشاق ز هر طرف هزاران
 اندر طلبش خواستگاری
 سن چاره کار خود بستم
 در عشق نگار مدتی چند
 هر چند زوم نفاں بگویش
 غوغای نسلاقی کشیدم

آن به که بصبر روی آرام
 از صبر مراد دل بر آرام

روزی بدی گذر نمودم
 آمد بمقابلم پری رو
 ز اندیشه و نگر دور بودم
 هم عقل در بود دل ربودم

مذہوش شدم بیک نظاره
ترک نکنم ز عشق ہر چند
کو تہ نکنم ز دامنش دست
در عشق تو تازہ و جوانم
بسیار جفا مبر ز حد بیش
بازیر و بیش مقال گفتم
نایدن من اثر نہ کردش
گاہ ملنغم نشد دل آرام

آن کہ بصبر روی آرام
از صبر مراد دل بر آرام

روزی گذرم بیک دیاری
در حسن و جمال بود کامل
در حسن نہ داشت اینچ ہمتا
چانش ہمہ گل تو گوئییا او
گیسوش بسیار دامن فدا
بایک نظرم شکار خود کرد
دل ست شدم ضعیف گشتم
آند دست اگر ز مہربانی
آن یار چو بادشاہ حسن ست
منعم ز غرور نعمت خود

از یاد شد آیت و درودم
گفتار مخالفان شنودم
گر کوتہ کنم یکے جہودم
زاں حالت اولیں کہ بودم
ترسی بکنی ز آہ و دودم
پرداشش نشد بر این سرودم
سہر گر چہ بر آستانش بودم
من بخت سیاہ آزمودم

واقع شدہ دیدہ یک نگاہی
در خوبی روی گلعداری
در نام و نسب چہ نام داری
رستہ ز میان لالہ زاری
مانندہ آن سیاہ ماری
از دست برفت اختیار یاری
ناید کہ ز دست ہیچ کاری
آرد بہ غم میم شماری
باور نہ کند ز حال زاری
کے گوشش کند فغان خواری

آں به که بصبر روی آرم
از صبر مراد دل بر آرم

من باخته دل بروی ماهی	روزم شده هجر و درد و آهی
گویم که مه مست روی دلدار	نی نی که نباشم گناهی
مه چشم ندارد او نه ابرو	نی لب نه دهن نه موسیاهی
مه عشوه ندارد او نه غمزه	ناید بجمال یار گاهی
مه را سخن در نی زبانی	نسبت نشود به هیچ راهی
من شیفته چنیس جسمالم	هر لحظه کشم ز سینه آهی
حیرانم از این که از کی جویم	در مان ز کی خواهم و پناهی
از عشق فتاده ایم بگرداب	مغروق شده ام میان چاهی
در عشق گذشت زندگانی	حاصل نه شدم مگر گناهی
جان گشت ضعیف در نیایش	پرواش چون نیست پتر گاهی

آں به که بصبر روی آرم
از صبر مراد دل بر آرم

ای دوست بپرس حال زارم	کز دست برفت روزگارم
بی هووه میار غم بحسامم	این دل شده را تو ای نگارم
ز آن روز که عاشق تو گشتم	آتش بدرون سینه دارم
عشق تو که جا گرفت در دل	افتاده میان قهر نارم
نوشتم شده جام زهر از عشق	روز آنه شبانه در خمارم
از سوز درون من حذر کن	بسیار ز حد بروی فگارم

این درخ مرا ز دل بروں کن
در شرح نبی ز حق بخوایم
من عاشقمت حلال خواهم
در پیش تو سرفرو نشینم

در حلقه خدمتت در آرم
آئی بحلال در گت آرم
از راه بدی پناه دارم
من گرچه شریف و نامدارم

آن به که بصبر روی آرم

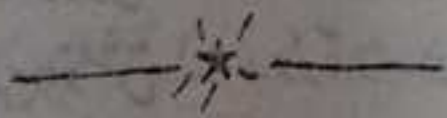
از صبر مراد دل بر آرم

ای جان پدر پیرس حالم
از عشق ترا اگر خبر هست
نشسته در آتشم شب و روز
بر منصب علم من نظر کن
تو گرچه ز مال و ملک داری
پوشاک و خوراک تو ز ملک است
ایس ناز مرا قبول گردان
تا شاد شوم ز شادمانی
گر میبدهیم جواب خالص
بر خود تو ز سوز من حذر کن

بگذشت چکونه مساه و سالم
باور بکنی ز قیسل و قسالم
هر لحظه ز درد عشق نام
گرچه نبود ز ملک و مالم
از حال تو بهتر است حالم
من رزق طلب ز ذوالجلام
آن دختر خود بده حلام
آید بصلاح نجات و حالم
بر جان تو باد ایس و بالم
خونی بکنی ز پائیسالم

آن به که بصبر روی آرم

از صبر مراد دل بر آرم



مثنوی عا

چون مادر آن نگار خوشترنگ
 از جام اجل چشید شربت
 سالی پدرش بر بنی نیازی
 ناگاہ من از آن دیار پشیمک
 در آخر کار داد دخت
 از بخت سیاه چند نام
 صد داغ ز عشق داشتیم بیش
 زین درد بسوختیم سراسر
 رنجی کہ بساہب کشیدیم
 گویم فلکا چه کار کردی
 من با تو خطانہ کردہ عمدا
 از دار فنا برفت دل تنگ
 پیش آمدش آن طریق غربت
 میداد تسلی ام بہ بازی
 بیرون شدہ رفتہ سوی کہنک
 با بی ادبی و جساہلی نخر
 بہودہ گذشت ماہ و سالم
 ہر داغ ہزار داغ شد بیش
 صد شعلہ ز سینہ می زند سر
 زان رنج بسی بجاں طپیدم
 در سینہ ہزار خسار کردی
 با من تو چرا کنی تعدا

عا دیوان حنفی میں اس مثنوی کا پس منظر بیان کرتے ہوئے شاعر نے وضاحت کی ہے کہ "دیگر معلوم ہوا کہ چون ابیات می گفتم هماندم نزد مادر و پدرش می بردم و می خواندم و ہر دو مرا بصبر رہنما می شدند تا کہ شش سال گذشت پس مادرش وفات کرد و سالی دیگر پدرش تسلی می داد کہ صبر کن تا کہ من از آنجا کوچیدہ بکہنک آمدم پدرش دہتر بکسی دادشش سال بانہا سوز ختم و این داغ زیادہ سوزانید و این ابیات گفتم"

عا کہنک کا موجودہ اسلا کاتب ہے +

من از تو امیدوار بودم
 اسی کاش که مرگ می چشیدم
 اکنون ز دل خراب آبی
 زیرا که دلم بغرق خون ست
 این زخم گهی دوا نگیرد
 فریاد زخم ز حق بخواهم
 هر ناله که میکشم ز سینه
 یارب تو مراد من بر آری
 آن ماه مرا اجل رسانی
 اغیار گل رخس نه بنیند
 میکنم ز مراد نامرادش
 دستش نرسد بدامن گل
 صد داغ برد بسینه اغیار
 همچوں که مراست داغ بردل
 یارب تو پذیر این دعا را
 دعوی مرا کنی مفصل
 بگمار به دو صد بلا بجانش
 تاروی یکی دگر نه بنیند
 اسی بسندۀ علیم صبر بگزین
 حق زود کند خراب او را
 در تن بکند عذاب او را

آری براد خویش زودم
 در گوش ازین نمی شنیدم
 بر میکشم اگر بود گناهی
 از چاره مرهمی برون ست
 دل به نشود شفا نگیرد
 کس نیست بجز خدا پناهم
 حق بر بد قش کند نغمینه
 به پذیر ز من تو عجز و زاری
 یک اجلش بسر دوانی
 از بارغ مراد گل نچینند
 شادی و نشاط کن ببادش
 بل هم مرسان ز بوی سنبلی
 در دیده خلد و راد و صد خار
 او نیز برد ز داغ بر دل
 دل شاد کنی بایں تو ما را
 شادیش کنی به نعم مبدل
 انداز جدائی میانش
 نزدیک و وصل رانده بنیند
 او را بخد اگسزار در کیس
 حق زود کند خراب او را
 در تن بکند عذاب او را

غزلیت

مهر است بوی که از آستان کتیبه
مهر است بوی که از آستان کتیبه
مهر است بوی که از آستان کتیبه

مهر است بوی که از آستان کتیبه
مهر است بوی که از آستان کتیبه
مهر است بوی که از آستان کتیبه

مهر است بوی که از آستان کتیبه
مهر است بوی که از آستان کتیبه
مهر است بوی که از آستان کتیبه

مهر است بوی که از آستان کتیبه
مهر است بوی که از آستان کتیبه
مهر است بوی که از آستان کتیبه

از چشم تو رشک غزالِ ختنی را
بوی تو آنجمل ساخته مشکِ وطنی را

گردر چمنستان گذری باقی
شرمنده کند تو سرو چمنی را

هر چند که گل تازه و نازک بود اما
کے لاف زند پیش تو نازک بدنی را

آوازہ حسنت چو در اطراف علم زد
شوری تو بدل جاشده درویشِ غنی را

از عشق تو فریاد اگر کوه کنی داشت
در عشق تو من یافته این سینه کنی را

صد جان اگر محق بدد از سرِ خلاص
قربان کنم آن خسرو و شاہی بدنی را

روزی که تفقد کنی از حالِ غریبان
از یاد مبر سوزش این پیرِ دنی را

آزرده و دلخسته شدم ای شہ خوبان
بردار ز جان و دلم آزرده تنی را

دارد ز تو ای شاہِ جہاں چشمِ علمی
بر فرق وی انداز تو برویِ یمنی را

۱۔ تفقد - احوال پر سیدن - مہربانی کردن - جو یا شدن

۲۔ برویمنی - (بردیمانی) پارچہ کتانی کہ از کشور یمن آوزند و بیشتر کفن مرده کنند -

یک لحظہ شاہا بر فگن از رخ نقاب پاک را
تا عاشقان مرہم نہند آن سینہ ہائی چاک را

روزیکہ من دل با ختم ہم با غمت پر ختم
در سینہ جایش سائتم این آہ آتشاک را
فرسودہ شد جان و دلم پلا آہ و درد و صدم
فرحت بجشا ای صنم یکدم دل غمناک را

از سوز سینہ دمبدم، نالم بشام و صبحدم
از حجرہ بیرون نہ قدم بنما قدی چالاک را
آن خواجہ ہر دوسرا، سردار جملہ انبیاء
اندر شبی اسرئی بپا، سائیدہ نہ افلاک را

ای باد بشتابی بجای بر تربت شاہ جہاں
از من سلامی میرسان، آن صاحب لولاک را
گو ای شہ والا قدر مارا مکن دور از نظر
افتادہ ام چون خاک در قدری بدہ این خاک را

من سوختم ای نازنین ای مہ رخ آتش جبیں
در جنب روی آتشیں حاجت چہ این خاشاک را
از خلق نیکت ای کریم، امید دارت شد علیم
بر در گہ ات گشتہ مقیم ریزش بجای تریاک را



اس مصرع کی مبادل صورت یہ بھی تحریر ہے۔
تا عاشقان آتش زنند آن سینہ ہائی چاک را

انسان کننده عمل ناصواب ما
 امیدوار گشته خلائق برحمت ات
 بخشنده گناه بزرگ خراب ما
 امیدم آنکه سهیل کنی این حساب ما
 بگذر بروی پاک حبیب از عذاب ما
 بر پنج خیر دار سوال و جواب ما
 هر دو ملک بگور در آمده بر سوال
 ایمان کنی منور و اسلام ما صحیح
 از برکت رسول و دیگر این کتاب ما

سر تا بیانی غرق گناهان شد علیم
 جانم بسوخت مرجمتی بر کباب ما



دلم ربوده بتی دلآرا برود صبرم با تشکارا
 چو کرد ظاهر رخ صفارا مانند طاقت قرار ما را

چه نازیبی چه دلربائی چه عشوه بازی چه خوشنمائی
 چه تازه روی چه خوش لقائی چه خنده نالی قسم خدارا
 چه خوش جوانی چه خوش خرامی چه خوش دهانی چه خوش زبانی

بروی زیبای تاب چون خور بقدر صنوبر، بموی غنبر
 ز جمله خوبان بحسن برتر که نیست ثانی نگار مسارا

بزیب و زینت رخس چو بدری چه پاک صورت مشاده صد ری
 چه مشکبوی بلند قدری نظر نیارو من گدارا
 بروی زیبا خراب کرده بناز و عشوه کباب کرده
 برون دل شتاب کرده که نیست رجمش بدل مدارا

نمی توانم که جبت چاره ز نم سری خود بنگ خارا
 کنم دل خود هزار پاره مگر گذارد روی جفارا

لباس نازک چو پوش کرده، ز حلقه زیور بگوش کرده
لبان شیریں خموش کرده - بغمزه فرموده چشمه‌ها را

بروی رنگین شده غلامش، تمام عالم شده بدامش
علیم مسکین در آن میانش فغان برآرد که ای نگار را



من بدادم دل خود خسرو خوبانی را
ب شکر غنچه دهن سیم ز نخدانی را

چار جانب همه عالم برخش مفتون اند
من چرا دل ندادم آن مه تابانی را

سوی عشاق گذر کن بنمارخ ای جان
لبانی شکرین زنده بکن جانی را

دمبدم سوختم از آتش هجرت ای دوست
رحم کن بیچ مسوزاں دل ویرانی را

که مردم ز فراق تو بتی سنگین دل
کرون تو مننه خون مسلمانانی را

بر روی غزل جامی شیریں گفتار
مکشالب تو - چو او میر سخندانی را

علیما غزل جامی خوش گوا این است
ز آباد خدایا دل ویرانی را



دیدم بتی سمن بر و خورشید رنگ را
شمشاد و سرو قامت شیرین شنگ را

عاشق همیشه جان سپرد در رضای دوست
شوقی درون سینه بدین آن پتنگ را

از مردم خموش مشو ایمن و بترس
داغم بزرگ بودفن پتنگ را

نا اهل راهرا آنچه دای پند دوستی
بر پای می نماید از آن پند جنگ را

رسمی ست عاشقان صفا کیش را علیم
بگذار داد بطورع و رضا نام و ننگ را



دوشش در خواب دیدم صنم روی ترا
شادمان گشتم و دیدم رخ گل بوی ترا

زندگی سر بسر از نو بشمارم روزی
در بغل باز گشتم قامت دلجوی ترا

سالها خون جگر خوردم و بر این امید
تا نگردد دست زخم آن خشم گیسوی ترا

۱- سمن بر- سیم تن- سفید پکیه- مانند یا سمن- مخفف ہے سیمین برکا
۲- پتنگ- یعنی- پروانه-

یہ سچ رحمت شدت بر من مسکین ایہ بات
 نازم امی سنگدلا سینہ کیس جوئی ترا

از سہر صدق شوم بندہ کوی تو بتا
 گر بہ بینم رخ تو بوسہ زخم روی ترا
 نذر کردم کہ اگر بر سر کوی تو رسم
 کعبہ سان طوف کنم گرد سر کوی ترا

ستم و جور و جفایت بکشد بندہ علیم
 لیک تاکے بکشم فدیہ شوم خوی ترا

✽

ایں چہ حسنی ست کہ افکنده بفریاد مرا
 ایں چہ چشمی ست کہ برکنده ز بنیاد مرا
 ایں چہ زلفی ست کہ بر روی دل آرام افتاد
 کرد زنجیر بپاکشت بہ بسیاد مرا
 ایں چہ روی ست کہ از تازگیش حیرانم

نہ نمازم بدل آید نہ اورا د مرا
 ایں چہ ابروی کمانیست کہ آن مہ دارد
 وہ عجب زوجہ خیالی بسرا افتاد مرا
 ایں چہ مژگان خدیگیت کہ در دل نشانند
 خون من ریخت بشد قاتل و جلاد مرا

ایں چہ لب ایں چہ دہن ایں چہ ز نخلدان کہ دوست
 بدو بوسہ نکند لطف و نہ اسداد مرا

این چه قدیست که آن دلبر رعنا دارد
 هیچ ناید بنظر سر و نه شمشاد مرا

این چه حال است علیما که ترا حاصل شد
 کرده باناش و آه سحر ارشاد مرا
 ✽

داغیست بر دلم که بدل نیست لاله را
 زان میکشم ز سینه خود آه و ناله را

با چشم ناز کرده اشارت به قتل من
 کردم بجان قبول ازو این حواله را

ببلبل دگر صدانه زند بر جمال گل
 گر بنگرد جمال مهی نونهاله را

زاهد دگر بعمد نگوید سلامتم
 گر از شراب عشق بنوشد پیاله را

بند و زبان مدرسه و درش رود زیاد
 چو او کند مطالعه این رساله را

هر کس که چشم یار مرا دید گفت بس
 دیگر صفت نماند دو چشم غزاله را

چندان بر نخت اشک علیمی ز چشم خود
 اشکی که در شمار نیارند ژاله را

گفتا چرا دیوانه ای. گفتم که از خوبی شما
 گفتا کجا دل داده ای. گفتم که بر روی شما
 گفتا چرا باشی خریز. گفتم که بسیار تو احم
 گفتا کجا داری مکان. گفتم که در کوی شما
 گفتا چرا دلخسته ای. عصایه بر سر بسته ای
 گفتم که تیری خورده ام از شست و بازوی شما
 گفتا مثال ماه نو بنمای مسارا در جهان
 گفتم که ای شیرین زباں آن ست ابروی شما
 گفتا چه ماند سرور را یا عرعر و شمشاد را
 گفتم بکن یاد که هست آن قد و لجوی شما
 گفتا چه میخواید دولت. بکشای رازی از لب
 گفتم که دیداری خوش است هستم دعا گوی شما
 گفتا برو کن این خیال. در پیش ما هرگز مثال
 گفتم که این باشد محال. برگشتن از کوی شما
 گفتا برو صبری گزین. گفتم ندارم طاقتش
 گفتا چه می جوی علاج. گفتم که داروی شما
 گفتا چه باشد نام تو. گفتم علیم چاکرت
 گفتا چه خواهی شد مرا. گفتم سبب کوی شما
 گفتا علیما شاد باش. از جمله غم آزاد باش
 من بعد نخواهم وزن شد اندر ترا زوی شما

تو آنجا با هزاران ناز و عشوه من جزیریں این جا

تو بایاران بعشرت خرم و من دل غمیں این جا

منم با صد هزاران درد و غم با مبتلا اید دست

نگار از برای حق بحال مسابہ ہیں این جا

بیا ای یار ہمدم . مونس حال دل من شو

کہ می اینجا قدح اینجا و یاری ہم نشیں این جا

مشو ز اہد مرا مانع ز عشق روی آن دلبر

بصدق دل بکن باور کہ ہست اسلام و دین اینجا

علیمی خستہ و بیمار و جان بر لب رسید او را

مکن جو روستم بچہ بیا یکدم نشیں این جا



ضعفم گرفت . پیر شدم صاحب عصا

ہم درد پای عارض و ہم درد کتف با

از جملہ درد و رنج و بلا حافظت خدا

ہر دم بیادت آرم و ز دل کنم دعا

از شر و فتنہ باش نگاہد ردت خدا

جانش علیل خواہم و خشک دست و پا

ای نور ہر دو چشمم نباشی ز من جدا

چشمم ضعیف گشت سرم خشک شد ز مغز

باشی تو در امان خدا از حوادث

بیرون نباش از دل مایہج ساعتی

ہر دشمنی کہ حقد حسد میکند بتو

دشمن دلیل باد و چشمہ اش کو رباد

ادعیہ و سلام رساں ہر کہ پرستد

دعوات از علیم چہ در روچہ در قفا

بسم الله در اول آرم که ثنا صفت خدا را
پدرود هم سلامی که چو مشک مصطفا را

هم بر آل و هم صحابش همه مقتدای دین اند

پیروی کنی به بینی توره صفا بدی را

پس ازین بجز وزاری بهزار خا کساری

زدری خدا بخوایم بر جان خود شفا را

بدو چشم گشتم عاجز بدو گوشه شام شدم کر

بدو پای در دزانو - دگر آن دو کتف بار را

که بکمت خدای برهاندم بر حمت

همه زین تن ضعیفم ببرد یکی بلا را

همه در درادوا او همه رنج را شفا او

همه چیز تحت حکمش که بداشته سارا

بطیب احم ندهی خدای رحمان

که عظیم خواهد از تو تو قبول کن دعا را



”دلایف پ“

صنما غنچه دہانا بکشا عقدہ لب
سخن چنداواکن زدہن ہچھو رطب

تا کہ جان در بدنم ہست و یقین جاندارم
دست را کوتہ نداریم زد اسان طلب

گر رسم بر سر گویت صنما از دل و جان
طوف سازم بجزا تو چہ روز و چہ شب

چہ شود گر بزنم بوسہ بہ پشت قدمت
بوسہ ات داروی دلہاست بمانند عنب

جگرم پارہ۔ دلم خون شدہ۔ جانم رنجور
بہر وصل تو مرا است شب و روز کرب

حسن بے مثل ترا نیست شبیبی در خلق
نہ کہ در ہند و خراسان و نہ در ترک و عرب

گا ہم بنواز ای شہی خوباں ز کرم
بندہ را نیست بجز لطف تو چیزی مطلب

وقت نزعم بنما روی خود از بہر خدا
تا کہ آساں شودم۔ جان رودم۔ روح بطرب

صفتت را نتوانم کہ بگویم بہ تمام
حسن تو ساختہ بیمار شبا نروزی تب

غیر ازین نیست مراد دل بمبار علم
کہ نمائی رخت اسی شاہ بہری جملہ کرب

گفتم بآن صنم که ز رخ دور کن نقاب
تا من بر آفتاب رخت جان کنم کباب

شرمنده کرد چشم تو چشمم غزاله را
گشته نخل ز روی تو هم لاله و کلاب

دارم تو قعی ز جنبانی تو امی کریم
بالا کنی به بیدل خود چشمم نیم خواب

هر دم که یاد روی تو آید بخاطرم
ریزم ز هر دو چشم تری خود و جوئی آب

از سن گهی نیامده در عاشقی خطا
پس از چه ساختی دل و جان مرا خراب

در مجمع سگان بنهاد دست سر علیم
آری تو در سگان درت بنده را حساب



روزم بشومی در گذشت رشب بگذرانیدم بخواب

پیری بیامد ضعف هم - بگذشت ایام شباب

نامد ز دست من صلوة فی صدقة و فی از زکوة

فی ذکر و فی خواندم قرأت فی درس خواندن از کتاب

در مانده ام حیران بخود سرگشته ام نالان بخود

شرمنده ام گریان بخود چونم شود یوم الحساب

دارم ندامت با بسی بر خود ملامت با بسی

عصیاں نهایت با بسی - زان مانندم اندر حجاب

در گورافتم چون بگردد - از دوستان مانم چو فرد

وقت سوالم روی زرد - تا من چه گویم در جواب

گفتم مگر فرزانه ام - با عاقلان مردانه ام
معلوم شد دیوانه ام - زانم نیارند در حساب

وانم که عاقل نیستم - هم مرد کامل نیستم

بر شرع عامل نیستم - باشم مگر هم از دوایب

یارب تو صاحب رحمتی بخشنده هر نعمتی
لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَتِي، گفتی عجب اندر کتاب

هستم خدا یا بنده ات - در بندگان شمر منده ات

عاصی علیمی گنده ات - بخشندگی کن از عذاب

بجز

خدا به امر دگر نهی کرده هست خطاب

هر آنکه عکس کند باشدش عتاب عتاب

بهر دو کون ز مخلوق هر چه پیدا کرد

ز مورد مار و سلخ پشه و ز کیک و ز باب

بداشت نه طبق عرش را بغیر عمد

که هفت گانه زمین داشت برد و شلخ دوایب

ز مهر روز بر افروخت و ز ستاره زمین

که بندگان بعمل روز و شب کنند شتاب

به بین بقطره باران و برفت و ژاله تگرگ
کجاست مسکن و ماوای نشان بزیر سحاب

بکده بین بدرختان - بسبزه های زمین
بسبب و خربزه رُمان و توت باغتاب
درخت را بزمانی قسبای سبزه دهد
گهی لباس ازو بر کند شود کریاب

چسبان بروی زمین تخمها بر افشانند
چپه رنگ رنگ گیاه سرزند ز روی تراب
او نیست بست کند بست را به نیست آرد
ز چوب خشک کشد برگ سبز سرخ گلاب

دوشش و مرغ چسبان رنگ پیدا کرد
یکی بگیر یکی خورد نکته را دریاب

و قطره بچکاند ز صلب و ز ابری -

از آن چه صورت زریبا و زین چه در شهاب

که آفرید عناصر بادمی زین چسار
که خاک و آتش و باد است چار مینش آب

ز ذره ذره و از قطره قطره او معلوم

ز موسی و پشتم خدار است علم آن بحساب

خطی دوراه نمودار کرد از بدو نیک

یکی است راه خطا و یکی است راه صواب

تگرگ - باران یخ بسته - دانته ای مردار پیدا ماند که در موقع رنگبار می بارود.

بمردمان چه تفاوت نهاده اندرتن
یکی تمیز گرد عاقل و دوم چو دواب

یکی براه ضلالت بسبب و عمر بسبب
باعث تکافات نشسته دگر در آن محراب

به پیش یکی که گرفت است در بغل طنبور
یکی بدست و بغل برگرفته ست کتاب

امید دارم و یارب بلطف عمام تو
به بخشش عس و خطای گناه من هر باب

بدر گهت به تجارت نیادم یارب
سوال و عجز بیارم به بخشش یا و باب

توی که عفو کنی از گناه و معصیتم
نمانده تکیه و بلجای من بدگیر باب

چو عمر من به بتاهی گذشت و نادانی
که روز من بگناه رفت جمله شب در خواب

بوقت نزع سلامت کنی تو ایسانم
بگور تنگ تو سهلم کنی سوال و جواب

ز حول های قیامت اسان می خواهم
بکن بسته جمیلت گناه من به حجاب

بخوانمت که رحیمی و هم غفور و کریم
علیم را تو به بخشش نصیب کن تو ثواب

دولت پیری در آمد رفت ایام شباب
دست آوردی ندارم تا بسیارم در حساب

عمر من پنجباه و پنجمی شد نکردم طاعتی
روز در عصیان همه شب بگذاریدم بخواب
در قیامت گر پرسند از من و احوال من
زرد رو حیران بمانم، تا چه گویم در جواب

خالقی و رزاقی و راحمی از وصف تست
حال مخلوقات دانی گر چه باشند غرق آب
علم تو این حال مخلوقات را در گیر کرد
در سموات و اراضی ظاهرند یا در حجاب

دارم امتییدی فراوان از جنابت یا کریم
گر تو برهانی علمی را از آن یوم الحساب
با قبول و در چه کارت ای علمی هوش دار
بندگی کن بنده ای فرمان ببر گردن متاب

صناروسی تو دیدن چه عجب
هر دو لعل شکرین بخش ترا
در طلب کردن وصلت ای دست
بردت ای شهی خوبان جهان
از روی دیده من خون جگر
سال و ماهم شب و روزم هر دم
رو بر روی تو نوشتن چه عجب
گاه و بیگاه مکیدن چه عجب
بی سرو پایم دویدن چه عجب
نال و آه کشیدن چه عجب
گر بیاید بچکیدن چه عجب
در فراق تو طپیدن چه عجب

باشنو ای یار متمکار غلیم
نال زار شنیدن چه عجب

“رَدِیْفَت”

یارب ترا ستم بد هم من با ستم ذات
داری دل و زبان مرا تا درم حیات

در ذکر و فکر خویش بدارم تو مستقیم
تا گویمت ثنا و بگذارم ترا صلوات

در وقت نزع کلمه طیب رفیق کن

ثابت دل و زبان مرا دار بر ثبات

بر هیچ خیر دار ز بانم مسیان گور

از در گهای آخر تم هم بده نجات

چون حشر و نشر آید و عالم شوند جمع

بر من کنی تو سهل در آن روز مشکلات

هر عاصدی که حقد و حسد میکند ببا

در تن علیل دار و هوش زود تر و قات

یارب ز بحر رحمت تو خواهی هدایت عظیم

جانم صحیح دار بکن رفع سُمیات



اسی نور ہو و دیدہ چہامی فرستمت
 روز آنہ و شبانہ مرا مہر تو رفیق
 باشی تو سر فراز بعالم بہ ہمسرا
 ہم مادرت دعا کند او گوید این کلام
 احوال خویش را بقلم آورم بیان
 گفتی بوقت ساختگی رخصتم بدہ
 گفتم برو بحفظ خدا می فرستمت
 گفتا ترا عیلم کہ یک گز لکی فرست
 گفتی بہر دو چشم دو تاملی فرستمت

*

عثمان بایں سلام و دعا غائبانہ ات
 من ہم بہ ورد ادعیہ سازم نشانہ ات
 گویم ترا دعا و بخوانم ترا شن
 آرم ترا بسا دریں پنجگانہ ات
 تا آندم حیات کہ باشد مقدرت
 ہیبت مکتدری نرسد از زمانہ ات
 تا باشدم حیات نویسی تو حال خود
 خوش کن تو خاطر مبدعا جاودانہ ات

ع - حق پہلی - (بلوچی) حق بخشنا -
 ع - گز لک - کار کو چک - خامہ تراش -

فرزند من که دوست ترا گشته آشنا
دارش عزیز گاه برسوی خانه ات

فرزند من فرست غزلهای بسوی هند
از عمر بر خوری تو بروز و شبانه ات

یعنی بسوی احمد علی - این پیام ما
هستم ز خادمان درو آستانه ات

هر دم دعا بخیر کند مر ترا علیم
شام و سحر بقافله با صد روانه ات



دوش آنجه بسر کوچه مرا دید گذشت
حال بی طاقتی ام دید بخت دید گذشت

گفتم ای مایه دین و دل من یکدم باش
حال دیوانه انگیم دید پسندید گذشت

گفتم ای دلبر من یک نظری بر ما کن
روی بر تافت ازین گفته برنجید گذشت

گفت بی هووده مکش رنج محو بس اندوه
رحم در دل نشدش ایچ نه بخشید گذشت

نرسد دست تو در دامن ما ایچ گهی
این قدر گفت ازین پیش نرسید گذشت

هر چه نالیدم و فریاد ز دم در پی او
از من این ناله و فریاد نه بشنید گذشت

رغزوری که از آن حسن و را حاصل بود
ملقتم دیر نپایید گذشت

بر عیسی شده دلدار چنان تند و غضب
لب بدن را بگرفت سخت بجایید گذشت



گفتش چشم خاریت عجب غلط است
ت بیغی ست بخون ریزی عشا قانست

گفتش تیر و کمانیت ترا چون کبشی
گفت ابرو چو کمان تیر ازین مژگانست

گفتش روی دلآرات صفائی دارو
ت ماهی ست بهر سوی جهان تا بانست

گفتش لعل شکر خات عجب شیرین اند
گفت این داروی درو دل مشتاقانست

گفتش از چه بهر موی شکنجی داری
ت پابند دل عاشق سرگردانست

گفتش هر طرفی کشته هزاران داری
گفت این شیوه و این رسم پری رویانست

گفتش چاکرو هم بنده ترا گشته عظیم
ت من نیز بمانم که دلش بر بیانست



بیا بیا همه عمرم در انتظار گذشت
بجور های رقیبان نابکار گذشت

چه گویمت ز رقیبان که چون جفا کردند
نیادم بحساب آن ز صد هزار گذشت

قرار هیچ ندارم نه از تو صبر مرا
تمام عمر در این غم بدین قرار گذشت

بلطف خود بنگر حال مندی بد حال
به بجز فسق و را غوطه بیشتر گذشت

امید بردم و گفتم که سویت آیم من
که ناگه پای امیدم بخارزار گذشت

رخ چو بدر خودم گر بخواب بنامی
ز بجز تو همه عمرم چو لیل تار گذشت

سگان کوی ترا احبابان عدد کردند
در آن میانه علمیت در قطار گذشت

بجز

دلبر که رخ زیر نقاب از عاشقان پوشیده رفت
دهای مشتاقان او در سینه ها پوشیده رفت

هر کس که دید آن روی او - و آن چشمک جادوی او
آن تیغ و تار موی او - اندر جهان نالیده رفت

ده سال شد تا من ز درد عشق او در صبح و شام
نالان و گریان گشته ام ، او حال مارا دیده رفت

عنه مذنب - بضم "م" - بجز "ن" - بضم "ن" - بجز "ن" - بضم "ن" - بضم "ن"

شدم در حضرتش - گریاں شدم در خدایش
ش نیامد در نظر - بر ناله ام خمیده رفت

سر زیر پا افکندش - دستی زدم در دامنش
ننگی بیامد از منش - دامن ز من بر چیده رفت
فت خرامان بارهی باروی تاباں چوں مہی
شت رہ را بہر من - سوی دگر گردیدہ رفت

گفتم علیمت شد غلام - ای مہرخی بدر تمام
آں دلبر شیریں کلام از خشم خود رنجیدہ رفت



بہر کہ غمزه ہای فراوان زدن گرفت
کم بود و صبر و قرار از بدن گرفت

چشمک زنان و خندہ کنال سوی من بیدید
بکشتاد لب بجنده و آتش بمن گرفت

خرمین دیانت ما را بساد داد
ہائے من کہ آتش او در وطن گرفت

از حسن خویش غلغلہ در ہر طرف فگند
کیس نالہ و فغاں ہمہ در مرد و زن گرفت

تم کہ بوسہ بدہ از کنج لب مرا
خن بمنع بوسہ میان دہن گرفت

میل جواں بسوی جواں بود علیم
نگند بتو خیال کہ پیریت تن گرفت

قلیم ملک دل سپاه آل صنم گرفت
تنها نبود با چشم و با خد م گرفت

شاهی عجب سواره سپاهی عجب
محصور کرده قلعه درون حرم گرفت

از هر طرف سپاه بسویم حواله کرد
چیزی که یافت جمله برود از برم گرفت

آنجان شاه ماند نه حاجب نه از
محبوس قید ساخت رسی در قدم گرفت

جان برود دل برود ز سر عقل دور کرد
خاک وجودم زود چشم ترم گرفت

طاقت نماند و صبر و قرار بی بدل
حیران بخود شدم که مرا این چه غم گرفت

بس کن عظیم مهرت با کن ز دل برو
پیری گرفت ضعف گرفت حرم گرفت

✽

یار با ما اگر وفای داشت
دل من ناله با چرا می داشت

با دل سنگ سخت او چه کرد
دست کوتاه ازین بگفای داشت

گر بودی دلش ز سنگ بتر
نظر لطف بر گدای داشت

دود از فرق من رود بفلک
زین جفای که او رومی داشت

شو قم افزود ز آنچه طرزی گفت
گر شکست دلم صدای داشت

حق بدی این بحبان بنده عظیم
بر روی او ثابت خطامی داشت

✽

تو آن جیبی که دوست خواندت، خدای اکبر لغز و شانت

بگرد پید اجهان برویت - بداد عزت با آن کلامت

توئی معظم بخلق و عالم، توئی مکرم ز نسل آدم

تو آن عزیز می که حق تعالی - بنام خود ضم بگرد نامت

تو تاجدار می که تاجداران - تو کامگاری که کامگاران

تو نام داری که نام داران - شدند خادم همه غلامت

توئی مقرب به پیش مولا - توئی متوج بتاج لولا

توئی مشرف با اسم طه - که جبرئیلت بگرد سلامت

تراست قدری رفیع و اعلی - که همسرت نه بزیر و بالا

که عرش اعظم باین عظامت - شد سنت سوده بزیر پایت

خدا بدادت باین بشارت - دو نیم مه شد بیک اشارت

بمجزاتت بیارم ایماں - گواه باشند همه جهانت

بحال امت توئی گرفتار - بجرم ایشان شوی طلبگار

به نزد مولا توئی شرفدار، نخواهی از حق تو امتانت

علا متوج - بفتح "واو" و تا باشدید - تاج گذاشته - تاجدار.

اگر چه داری سگان بسیار. فتاده هر یک بنجاک دربار
نمی شود کم اگر بخوانی علیسم را هم سگی سگانت

✽

دل ز مهر محمد مدام در طلبی ست
اگر طلب نکند محض کفرو بی ادبی ست

گواه صادقم و می دهم گواهی آن
که اور رسول خدای ست هم حبیب و نبی صمت

مرا که هر رگ دمو شایند می گویند
که او ست خاتم پیغمبران و مطلبی ست

که خلق هر دو جهان شد ز نور او پیدا
دجود کون و مکان را وجود او سببی ست

تو گوئی او به قیامت پناه عالم کیست
بگویمت که در آنجا محمد عربی ست

قبول جان مسلمان بود رسالت او
طریق منکریت شیوه ابو لهبی ست

کسی که منکر شرع ست. هم خلاف رسول
نصیب او به دو عالم. وبال و تیره شبی ست

منه تو حرف طاعت. بشعر خوانی من
که عشق و شعر رسیده مرا زارث ابی ست

کسی که ارث پدر و گذشت هیچ نکرد
شمار کردن او ز او ما ز بو العجبی ست

علیم می برد امید یک نظر زان شاه
که جان بلب بر سیده و راز نشه لبی ست



مرا ز سینه که دل برده خال و دانه تست
بباد رفته دل و جان ز زلف و شانۀ تست

خیال روی تو بر لوح خاطر م نقش است
زبان بزدگر تو مشغول و در فسانۀ تست

بدر گهی تو نهادم سری ارادت خویش
زبرد و کون مرا خوشتر آستانۀ تست

بدر در عشق تو سر خوش چیران شبشم من
درون سینه مرا عشق جاودانۀ تست

دلا بسوز و بکش ناله های درد آمیز
که کنج خانه غم های یار خانۀ تست

علیم عشق رخ یار هرگز از دل خود
برون مساز که این خوی لائقانۀ تست



دوزلفهای تو پا بند جان مای دوست
دو چشمهای تو خون ریز خون مای دوست

کسی که گشته چشمان زگین تو شد
شمار شد شهیدان کربلا ایدوست

بیابیا که رسیدست جان بلب مال
به بخش مرهم جان مراد و ای دوست
گرم تو خون بخوری ترک عشق تو نکند
ورم تو سر ببری سر کنم فدای دوست

بدست خویش اگر جرعه جرعه زهر دبی
خورم به شوق که تا جان شود جدای دوست
اگر تو رحم کنی عین لطف احسانست
وگر توهنت هر کنی هم دشمن رضای دوست

به بین به حال علیمی که سخت محزونست
مکن جفا و ستم بلش ازین بمای دوست



اگر حاکم شود ملا و سادات
سعادات و سعادات و سعادات

کفی حاصل زدوست این دو فرقه
فیوضات و فیوضات و فیوضات

چو آید در حکومت عدل و احسان

کرامات و کرامات و کرامات

اگر بر تخت بنشانند جاہل

عقوبات و عقوبات و عقوبات

چو حاکم زن شود در شهر بینی

خرابات و خرابات و خرابات

چیز از پرده عصمت برود نشد

فسادات و فسادات و فسادات

ز عالم تا به جا بل هست سرتی

علامات و علامات و علامات

زموزی اگر بخوای پاره نان

قیامات و قیامات و قیامات

علیما هم نشین راهت امروز

بلیات و بلیات و بلیات

این بمرگ فتنه که در ملک پرنگ آباد است

روز و شب سال و شب آشوب در واقعات است

گر کسی فتنه و آشوب و بلا میجواید

گو در آنجا بطلب کین بگویی معناد است

نه در و شرم و حیاء نه در و مهر و وفا

خدمت عمر با حلاص در و بر باد است

نه در و حرمت سادات نه مادر ز پدر

نه در و عزت پیران و نه از استاد است

سه بلیه - بفتح با - مصیبت - حادثه - آفت - بر بختی
سه پرنگ باد - تلفظ محلی پرنگ آباد
سه معناد - بضم - حادثه دار - مبیثا - گرفتار

گر بجهت سال دبی حرف نمای ره راست
او همان جا بل و گراه زره افتادست

آزمودیم درین عمر بر سپایان برویم
میل آزار دلان عادت شناخیم یادست

هر که را میل به آزار دل ما باشد
بهر او هر سحر آمد بر در حق فریادست
نعمت الله اگر فهمه بخوانی شب و روز
خدا وعظ و نصیحت ز توبی بنیادست

شکر لله که عیلمان شده زین قوم برون
این زمان از همه تکلیف جهان آزادست



گفتش دیدن روی تو مرا معنی چیست
گفت قتل تو بگو خوی مرا معنی چیست
گفتش خوی تو از کجا قزو ز گبرانست
گفت تحقیق بگو موی مرا معنی چیست
گفتش موی تو درام دل حیران منست
گفت پشانی و ابروی مرا معنی چیست
گفتش آن قرست وین دگران بمجو هلال
گفت این چشمک جادوی مرا معنی چیست
گفتش چشم تو دو نرگس تر بادا
گفت این بینی خوشبوی مرا معنی چیست

گفتش قبه کا فور پیر از عنبر تر

گفت رخساره دلجوی مرا معنی چیست

گفتش آن دو گل لاله بودند یا ز کلاب

گفت در سجده بین و بوی مرا معنی چیست

گفتش غنچه گل یا که بود حقیقت

گفت این اصل شکر جوی مرا معنی چیست

گفتش برگ گل و یاد ورق از مصری

گفت این خالی چو هندوی مرا معنی چیست

گفتش خال ز رخندان تو چون دانه دام

گفت این سینه کین جوی مرا معنی چیست

گفتش تخت شهبانست و مکان لذت

گفت بر تخت دد لیموی مرا معنی چیست

گفتش دانه امب یا دانه پیر

گفت می گویند دلجوی مرا معنی چیست

گفتش قد کوسر و الف و شمشاد

گفت باقی تن خوشبوی مرا معنی چیست

گفتش پیش مرو نیست مرا طاقت آن

که در آن وصف هیا بوی آینه چلیبت

قدرت کمال هم کن و حلال عیسی بگر

منج می داری ز دروی مرا معنی چیست

له و یا معنی باشد بر لجه علی مستعمل است که درج انجم عطردان صدوقی به مرچوش

دال مشوق صدوق گوهر است مراد میوه اند ۱۲ ÷ ÷ ÷

مرا به روی تو خاطر بسی فریشتان است

به بارگاه تو ای شهبه همیشه نالان است

پیرا جهان بقو عاشق نه باشد ای سحر

به روی خوب تو عاشق خدای سبحان است

ز بر دو کون ترا پیش آفرید از نور

ازین جهت همه مخلوق بر تو حیران است

بر آن که مهر ترا جای داد در دل خود

به بر دو کون بود سرفراز و سلطان است

کسی که مهر ترا در وجود جا می نداد

نسیب او به دو عالم همه ام خسیران است

توئی که رحمت مخلوق گشته می به دو کون

گواهی رحمت آیتی ز قرآن است

بتو رسیدم کنم نزد حضرت و در

که آبروی تو نزدش عزیز و ذیشان است

ز اتمت تو حسام خدا نما را بنده

که عفو بنده به نزدی شما چه آسان است

مرا که ضعیف بدن عامل است در بهر مگر

به درد کتف و دو پا و دو چشم روشن است

بخواه ز حضرت او بهر من ستمه چیز ای شاه!

تن صحیح دگانه بخش سوم ایمان است

امید واری بسیار دام از در حق که او خدای کریم و رحمان است

قلم بجفو کشد بر حبر انیم از لطف
که در الوهیت اش ز خلل نه نقصان است

امید و آری مخلوق بر حسد ای او است
ز جن و انس و حوش و از ان چه مرغان است
علیم شهر تراد شمنان نمک نشوند
به گوش مردم و انا بچو در و مرجان است

بجز

ترا که چشم خمار می زبانه غلطان است
مرا تمام بدن روز و شب با فغان است
خدا بداد ترا احسن دل فریب جهان
درون خانه عشاقیات و پیران است
حبت تو برون از دلم نخورده شد
الی زمان که مراد در وجود تن جهان است
به بردی که ز شوق رخت رسد بر تو
به مدح روی تو مردم ز بانفش گویان است

دلی که مهربان ترا در ضمیر یاد اکرم
دموع شوق به رویم همیشه جبهه پان است

چو تو شمار کنی عاشقان رویت را
ساب کن تو مرا کین هم از ملکان است

بکن تو نیم نظر شاه من بحال علیم
برای من نظرت همچو نوش در مان است

ردیف (ث)

انغیاش ای شاه جیلان انغیاش
 گیردست مستمند ان انغیاش
 کتف تو پای نبی را جای شد
 زان تو گشتی پیر پیران انغیاش
 آن سگ در بار تو با حمله ای
 بشکند گردن ز شیران انغیاش
 پنجشنبه تو بشکند دست همه
 راست کن این کار حیران انغیاش
 بُعد و قرب و امکان نزدت یکی است
 جانب مار و بگردان انغیاش
 برودت آورد و ام و تو نیازی
 نا امید از خود مگردان انغیاش
 می زنده فریاد در پیشیت علیهم
 یک نگه کن بر مریدان انغیاش

✽

ردیف (ج)

امیدم هست بر آن صاحب تاج
 بیک شب برد او را سوی معراج

همانندش نباشد در دو عالم
 ز خوبان دو عالم برده او باج
 بخواه از حق مرا ای خواجۀ من
 بیا سائیم نباشم بیج محتاج
 که من دایم بخصیای گشته ام غرق
 وجودم شد سیه همچون شب و اج
 دو دستی میبزنند بر سر عسلی
 بمانند مگس یا تار علاج



زلف پر پیش چنان افتاده بر رخسار کج
 گوئی بر گنج پیمیدست بر سومار کج
 از غرور حسن دار دسر گرانی آن صنم
 سر کج و گردن کج و بازو کج و رفتار کج
 با همه کج صورتی آن یار اکتول چون کنم
 زلف کج ابرو کج و مژگان کج و رفتار کج
 بر کجا غوغا غلغل می فستد در عاشقان
 چون به کاکل می گذارد یار من دستار کج
 زردی رخساره عشقی گواهِ حال او است
 زانکه پیمیدش بختن صفر ای عشق یار کج
 کی تحلل می کند بار غمش نو طغفل عشق
 محار و دشت لبونه هم زرد بر بار کج

بردت از آمدن مانع رقیبال می شوند
 آری آری هست بیشک مرد بد کردار کج

ای علیما آشنا شو با سگهان در گهش
 گزیده داری در طریق عاشقی رفتار کج

بجز

شده ز عمر عزیزم ز سالها یک پنج
 که می برم بدل از آن نگار ز بسیار پنج

به تن ضعیف شدم چون میان او بار یک
 شد دست رنگ وجودم چو روغی زرد و ترنج
 چو یار بر پنج زیبادوزلف را آویخت
 بسان موی دیم شد بدل هزار شکنج

کشیده ایم بسا پنج در پی دلداد
 اگر خدا بکند تا رسیم بر سر گنج
 علیم خون دلت ریخت جور پای رقیب
 تو صبر آرو لیکن زیار خویش مرغ

در لطف (ح)

اگر بر یختم خون من شوی جراح
 حلال و پهل کتم خون من تراست مباح

نیامدن بقلم وصف روی تو کردن
زبان بجز کشایم ترا شوم مداح

بوصف تو زرد نسیم هم میچ کس بخدا
مگر ترا صفتی کردت در فتاح

مرا در خاطر من نیست غیر ازین دلدار
امیدم از تو بی یک نظر مسا و صباح

به عجز بیت سخوامم که اے مشهوره والا
علیم را بکشاید و بسوی خود مفتاح

غفله می زخم بشام و صباح
ی نیایم من از غم تو فلاح

اگر آسری بخنجر تیر
ور تو غم خوری تراست مباح

گرد و صد تیرا فکفی بدلم
ور تو شتر زنی شوی جراح

ور تو دشمنی بینم پاکم
بزنی باشد آن صواب و صلاح

نکتم ترک عشق باز می تو
گر بریزی مرا تو خول بسلاح

شیرم مهر تو برون از دل
تا بروی جدائی ارواح

در غم عشق او بنال عظیم
تاچه پیش آید از در قنوج

ردیف (خ)

دی میگذشت یار خرامان سفید و سرخ
دل از کفم بود نمایان سفید و سرخ
بهر چند لاله سرخ بود یا گل کلاب
زیبا بود گل که نماید سفید و سرخ
یاران ملا مکنید از ره کرم
با چشم من نظاره کنید آن سفید و سرخ
عمری گذشت ناله و فریادی ز غم
خونم ز دیده ریخت بدامال سفید و سرخ
شرمند و خجل شده نقش چین از
نقشی که او زده بگریبان سفید و سرخ
تا داده دل عظیم بر آن روی نازنین
ریزند اشک با بگریبان سفید و سرخ

ردیف (د)

خدا خدای خود را چو آشکارا کرد
ز نور پاک خودش آفرید و پدید کرد

بهشت و دوزخ و نهبه چرخ هفتگانه زمین
نجوم و شمس و قمر، کوه و بحر و صحرا کرد

از آن چه در دو جهان آفریده است خدا
همه بروئی تو پیدا و بر تو شیدا کرد
ز جمله حلق که ظاہر نمود در مسلوبین
از آن میان ترا نامدار و اعلا کرد

ترا بسوره طه و سوره یسین
شرف بداد متنوح بتاج لولا کرد
پیمبران دگر پاک و صاف همچو صدف
ترا میان صدف لولویی زلالا کرد

بهر طرف بفرغان آمدند عشاقان
در آن میان علیتمیت نیز غوغا کرد
مراسم شکر که از امتان تو گشتم
زبان من بکلام تقدیم گویا کرد

هزار شکر خدا را که داد ایمانم
مرا بداشت بر آن استوار و بر پا کرد
زبان بشکر کشایم خدای را بروم
بتن صحیح و سلامت بچشم بنیا کرد

چو آفرید ز آدیان بفرقه فرقه بداد
ز جمله دین ترا جلوه داد و بالا کرد
علیم شکر که مهر محمدی دادت • بچار یار و نامین و حب زبر کرد



هر که را ملک دل از عشق نبی مملو شد
دینش بسته ز هر قیله و بهرت او شد

هر که عاشق شد و دل داد با آن خوش بیکر
رنگ و رخساره او زرد چو شفتا لو شد
شد وجود همه سوراخ ز مژگان نگاهار
هر زمان دیدن او پیر تنم عفا لو شد

نظر لطف خدا را بسوی بیدل خود
زان سبب داغ مرادش شد و بیم پهلوشد
خواهم از درد غمت روی بصحرای آرام
مانع از رفتن من عمه و بیم خالوشد

عاشقان بر رخ لبش یاد کنند بنده غلیم
چست بر لبست کم در طلب با او شد



عجب شوخیست این یارب که آفت پیر جان آمد
چه جای جان بود بل فتنه ببرد و جبهان آمد

بنازم چشم شوخش را که به جام ننگه کردان
هزاران عاشق بیدل بخاک و خون تپان آمد

له غالو - زخم تیر ۱۲
سه بالو - زرخ ۱۲

ز با عقل بر بود دست از کف جمله عالم را
عجب غار فکر جان و قلوب عالمشکاف آمد
زم مشرق تا بخریب بر که را حسن و جمال بد
بدند اهل میگز و ناخن که چون او در میان آمد
ز خوبان جهان کس نے که مثل آن صنم باشد
بلی حسن خجالت بخش حور ان جنات آمد

دل شد صید چشمانش تنم مجروح تر کاش
بجای بنشسته پیکانش چو باتیر و کمان آمد
دو تاشد پشت سر و سر و شمشاد از خجالت
نگار نازنین من چو سوئی بوستان آمد
علیمی را تو ای دلیر ز سگهای درت بشمر
بجای زار روی بگر که در جمع سگان آمد



سودای تو دیر و زمره جوں به سرافتاد
ز آن شعله عشقت شرمی در جگر افتاد
عشق تو نهان در دل خود دشتتم از خلق
راز می که نهان بود کنون آن بد افتاد
بجز تو مرا سوخت بانده قرین ساخت
این ناله و فریاد در فعال فنا سحر افتاد
از دیدن گل شوقِ دل، بیخ نیطنز و
شوقی که ز روی تو مرا در بسرافتاد

از عشق تو در سینه نهالی بنشاندم
گفتم که مگر میوه خورم بے ثمرافتاد
آں روز که دل داده ^{علمی} بجالت
دل خسته شد و پیر شد آن پای در افتاد

بجالت

کسی که آتش عشق تو در جگر دارد
تن ضعیف و رخ زرد و چشم تر دارد
هر آن که عاشقِ روی تو باشد ای مه من
بصبح و شام آتیب بچراغ و در و سردارد

بتا! بسینه دلم سوخت ز آتش عشقت
که نارِ عشق تو ز نیسان قوی شرر دارد
بپرس حال دلم را بتا ز باد صبا
که از حقیقتِ احوالی من خبر دارد

ببخش بر من بیچاره بوسه ز دهن
از آن که لعل لببت لذت شکر دارد
بچشم شوخ تو نازم که صد هزار چمن
بشهر و کوچ و بازار در بدر دارد

نثری روی تو دارم چه هر کسی از شوق
بکیم نیز بروئی تو یک نظر دارد

ردیف آں غزلی قبله گاه ماست ^{علمی}
خوشا کسی که بکوی تو ره گذر دارد



مرا چون آن گلِ رعنا بخاطر یاد می آید
 زهر مو و زهر تارِ رگم فریاد می آید
 مرا چون هست نعلِ پائی دل دد آتش عشقش
 کجا صبر و قرار از این دلِ ناشاد می آید

دماغِ جان معطر می شود و وقتِ سحر گام
 مگر از زلفِ جانان بودی خوش با بادی آید
 برابر کی کنم قدِّ الف یاسر و یا طوبی
 کجا بافتد آن دبرِ قد شمشاد می آید
 اگر بر جانبِ خویشیم بخوانند آن بتِ زیبا
 برای دیدنِ رویش می شاد می آید



خواججه من که ز رویش دو جهان روشن شد
 عاشق و واد صدفِ آن روی نکو سجایا شد
 نازم آنخواججه و آن قدرِ فعیض بد و کون
 که بیک شب بنه اطباقِ فلک جولان شد
 من چه باشم که کنم وصفِ رخسارِ ابریا
 وصفِ خویش همه مذکور چو در قرآن شد

احمد و احمد را فرق نیست یک میم است
 میم چون حذف کنی نام احد تا باا شد

خادم او شده جبریل و ملائک همه گی
بلکه مخلوقی دو کوه نین بر و حیران شد

سرور بر دوجهاست چه شد گر بجهل
روز نشاخت چو خفاش هم از کوران شد

آن که منکر شد و از دین شریفش برگشت
روسیه بفاک لبر لائق صد خسران شد

دست گیری بکن ای خواجه عیسی لازد
که فرورفته بعضیان ز گران باران شد



هر که را میل رخ خوب تو در سر باشد
نکند میلی بکس گرد و گوهر باشد

هر که عاشق شده بر روی تو ای صاحب جاه
دل و جانش همه از نور منور باشد

هر که او بر سر کوی تو چو سگ غوغا کرد
قدر او نزد خدا از همه برتر باشد

هر که از عاشقی روی تو در گردان است
نخل و خوار بود حال وی ابرتر باشد

منه که در عالم افلاک و نه در جن و بشر
بیچ بید شده تا به تو همسر باشد

بیچ ناید بجز بانم که ترا وصف کنم
صفت آن که تر لائق و درخور باشد

گر به پرسیدن من لب بکشائی گویم
کترین سگ ز سگان تو که بر در باشد

بیچ خونم نبود روز قیامت ای شاه
گر ترا نیم نظر جانبدار باشد
علم دارم ای قیامت که قوی خواهی من
اکثرت مبر بر آن ندنب و ابر باشد

دست درو از من پاکت زده این بد
لغزت بر بد و بر نیک برابر باشد



ای پسر بر گیر از من حرف چند
گر تو هستی عاقل و صم بوشمند

در عبادت کوشش تقوی خوبی کن
در دودارت میکند حق سر بلند
راست باش و راستی کن اختیار
هر گشت ماسند شکر می خوردند

با و فاد رانی و فائی پیشه کن
خبر خواهی است ظالم و باطل شود
با محبان مشورت کن در امور
در جهان هر گز نباش و بود پسند

بیچ کس را در جهان نماند شو
خود بتاوان اولتی آبت برند

از سفیهاں، جا بلاں پر مہیز کن
چوں سگای کویچہ دامن می درند

بیچ گاہ از دشمنان غافل مباش
زان کہ پنہاں در رہت چاہ میکنند

حاکمان وقت را صحبت مکن
نرم نرمت می نهند در پای بند

دیگر آن نا ابل را الفت مکن

ناگہاں اندازدت در پاکنند

دانی خود با بیچ کس ظاہر مساز

حلقہ کن در گوش خود بہ پذیر بند

و اں دگر از زن وفاداری مجوی

میرساند مر ترا ہر دم گزند

ای ابا بقر نوری چشمان علیم

بشنو از من بند شیرین ترز قند

✽

بر آن دو لوز دیدہ من صد سلام باد

گو عیش روزگار تو ہم برد و آباد

در تن صحیح و رزق حلاوت نشود دلضیب

بر حسب خواهش تو مرادت بگام باد

اعمال نیک و دولت ایماں ترا رفیق

خواہم ز حق کہ کار جہانت مرا باد

هر کوه سحر کشتن شمع تو مسکند
روزی سفید او متبدل به شام باد

بدخواه ما و دشمن تو هر کجا بود
جانش غلیل و رزق حلالش حرام باد

آنها که تار بد بختی ما برشته اند
تارش گسته باد همان رشته خام باد

حاصل شود مرا و عیسی به هر دو کون
مقبول بارگاه خدا این کلام باد



خواصم که بخت و دولت تو برد و آ باد
عیش جوانیت ز صبا تا شب ام باد

عمرت در ازو راحت دنیا تر نصیب
بخت غدا و کار جهانت بکام باد

آزردگی مباد بجان تو سیح گاه
دل تازگی و خرمیت مستدام باد

رنجت مباد اندوه غم از دل تو دور
روزانه و شبانه مرادت بکام باد

روز و شبت لفرحت و سال و مهبت بخیر
فرزند و اهل بیت همه نیک نام باد

در حفظ حق سپرده و یا در تر از رسول
نصرت تر از حق بود و هم کلام باد

پردشمنی که هست ترا خواهم از خدا
آن روز روشنش مسدل بشا آباد
باشد خدای از تو رضا مند هر دی
هم راضی آن رسول علیه السلام آباد

از سر کشتی نفس خدا دارد دست نگاه
هم آن لعین که در دین او لجاج آباد
فرزند من ابو بکر و فاروق نور چشم
دینداری شما چو من بر تو ام آباد

عباس و عبد الله که بودند گوشه جگر
آن هر دو سرفراز بدین درد و ام آباد
از در بگی کریم بخوابد یکی سلیم
بر جان جملگی همه دوزخ حرام آباد



میل خوبان مکن ای دل که وفادار نیند
هیچ از سوزِ درون تو خسر دار نیند
صحبست عالم و را بد کن و مرد دانا
فیض بینی تو ازین قوم که اغیار نیند
هر که او دوں بود و جاہل و یا گمراهی
دور می باش که این طائفه بی خار نیند

صاحب حکم و دیگر مالک دینار و درم
این دو کس خفته دلانند که بیدار نیند
مجلس زن نه کنی کودک و هم بیدین را
عقل ز ایل شودت زود که بشیار نیند
نیکی از دشمن و بد اصل نه بینی صهر گز
هر دو بد خواه و حسودند که سخنوار نیند
زخمهای که بجا خورده غلیمی ز عدو
کمتر از نیش عقارب دگر آن مار نیند



خوبان جهان آفت دین و دل و جان اند
عاشق کُش و پر جور و جفا سنگدان اند
آنانکه دل آشفته و مفتون بتان اند
رخ زرد و تب اند در بدن و روح تپان اند
لیکن بحقیقت همگی راه نمایند
تسکین دل و مرهم جان قوت روان اند
در کوچه خوبان مگذر هرزه که این قوم
استاده سر راه تو با تیر و کمان اند
هر شام و سحر می طلبیم وصل ز خوبان
صاحب کرم و خیرده و فیض رسا اند
ای ز اهدای مغز چیرا عشق نوری
بنگر که چسبان تازه رخ و لپسته لبان اند

حسفی و جمالی که خداداده بایشان
 در قدرتِ حقّ بین که چسبان ماه رخاں
 این بنده علیّی که یاسی طائفه دل داد
 زان وجه که غنچه دهن و نور جهان اند

✽

پارام و زمرادیدز من پرسیاں شد
 گفتمش بهر ملاقات ز لب خنداں شد

سخنانِ شکر آمیز ادا کرد بنماز
 آتشِ شوق بجان و جگر مچنداں شد
 گاه چون کبک خرامنده قدم بر میداشت
 تیرناوک به دل من زده از مژگان شد

با چنین حسن و چنین جلوه و با عشوه و ناز
 هر که دیدش بخدا غارت از وایماں شد
 من نه تنها شدمش عاشقِ شیدا برو
 بلکه شهری همه از غمزه او ویراں شد

ای طلبیباں نه کنی دردِ مرا، سیج علاج
 بهر دردِ مدهن و آن لب او در ماں شد
 بهر این حسن دلاویز و قدی چون شمشاد
 دل بیچاره سلیمی بخدا بریاں شد

✽

روزیم آرزوی دیدن احمدخان شد
 مرکب شوق بسویش بقدم جولان شد
 شوقم از بهر ملاقات دگر مجلس او
 در دل افزود که هم طالب و هم جوینان شد
 پس بعد شوق روان گشتم و با جان ضعیف
 چون خبر یافت ازین آمدنم پنهان شد
 بسته بر پشت دو صد بار ملامت بر خود
 پخته بی هووه خیالی که بدل ارمان شد
 آشنایان که درین وقت و درین چنین منند
 بی نیازند بجدی که دلم نالان شد
 از جفا بیکه کشیدیم ازین شهر و دیار
 از عزیزان و احبا که دلم سوزان شد
 نه حیا نه ادب مانند به شاگرد و مرید
 حرمت و شرم و ادب دور ز فرزندان شد
 از کنیزان و غلامان نه وفای بسینم
 از زنان چند نویسم که ز بی شرمان شد
 سدا پیش تو این دم بزم صد فریاد
 تا بگویی که علیما چه عجب گویان شد



چه باک از خاطر نا شاد من اندوه گین باشد
 مرادی خاطر آن یار میخواهد چنین باشد
 اگر خواهی که بکشای دل چون غنچه ما را
 کشاید خاطر ما در کلام اشکرین باشد
 اگر دیدار بنمای زد دل این عقده بکشای
 جهان یک سربه آرای اگر میلست برین باشد
 اگر دنیا سراسر آتش افتد عالمی سوزد
 چه عم گردد در کنارم آن نگار تا زنین باشد
 نیاید خونم از روز قیامت و ز عذاب او
 چو چشم لطف بر ما ز آن شهی دنیا و دین باشد
 اگر در ساعت جان کندم دیدار بنماید
 فدایش میکنم جان گرچه شیرین ز نگبین باشد
 بهر آن دل را که از مهر محمد بهره حاصل شد
 حنک آن دل بوالشگر چه او زیز زمین باشد
 درخت عشق را هر کوه بنشانند میان دل
 که آب آن ز سیلاب دو چشم نرگسین باشد
 علیما روئی دل از عشق رولش برگردانی
 سرافرازی دو کونت اندرین باشد درین باشد



در آن روزی که عزرا ایلی جان از باستان باشد
منیدانم چه احوالی بجان ناقوان باشد

وجود نازنین من که باسد ناز پرور دم
بدست غاسلان افتاده چو بیچارگان باشد
چو در گورم بخوابانند و خشتی چند بگذارند
خدا یاری کند آنجا که تو سبقتی زبان باشد

بمخشر میدهند اعمال هر کس را بدست او
ز حق خواهم که اعمالم بدست راستان باشد
در آن گرمی در آن سختی که گیرد جمله عالم را
نه شفقت از پدر آید نه رحم از مادران باشد

نیارد هیچ کس رحمی بحال دوسستان خود
شفاعت خواه ما پیغمبر آخر زمان باشد
وگر آن منزل آخر که عالم را گذر بر اوست
گذر خواهم ز حق آسان که چون برقی روان باشد

در آن خواری به پیغمبر بگوید خالق داور
بخور غم امست خود را که رحم ما نعمان باشد
علیهی راست امید فراوان از در رحمان
ز فضل ایزدی خواهم که جایم در جنان باشد





ازین بان باء که می گویم چو در ملک جهان باشد

یکی سگ بان دوم دربان سیم پالیز بان باشد

چهارم باغبان می دان تو پنجم پاساخی شب

که ششم آسیابانست و هفتم آن شبان باشد

بیانی این گروه چند کردم من کزین هر یک

بخصلت از مسگان می دان لشکر از مردمان باشد

الا فرزند نیک من نصیحت گوش کن بشنو

مکن خدمت تو آن کس را که او از ناقصان باشد

درین مردان این دوران که می بینی سخن برگز

نکوئی بهترت اینست ترا بسته زبان باشد

بکن الفت تو با هر کس ولی از وی به پریمیزی

نشین در گوشه مسجد اگر روز و شبان باشد

ندارت هیچکس مار از آن کس بشناخت قدم را

مگر آنکس شریف و عاقل و از خاندان باشد

در این عالم ترا نخواهم سرافرازی به همزادان

ترا روزی فراوان باد صحت بهمقران باشد

دعایم نیست تنها بر ابو بکر و دوم فاروق

کسی کز نسل من باشد دعایم بر سیمان باشد

خداوند علی می را بیامرز و ترحم کن

سلامت داد ایمانش ز خوفت در امان باشد

زنان را حالتی دیدم اگر باشد چنان باشد
خدا ترس و امین و دوست دار و مهربان شد

بطاعت راغب و پرهنر گار و نیک خوشد
مسلم با حیا و شرمناک و بی زبان باشد
وفادار و حلیم و بردبار و نیک و خوش صوت
زنی چون این صفت دارد مقامش در جنان باشد

زنی چون این صفت یادر وجود او نشد پیدا
به نسی جزء کلام الله که دوزخ را نشان باشد
زنان نیک را هرگز نمی بینم درین عالم
زنان صالحه معدوم در ملک جهان باشد

علیما گوی بگرد آن کس که دارد او زن صالح
ز غمهای جهان آن کس بوالله در امان باشد

گر کسی را هوس عشرت دوران باشد
زن نخواهد اگر آن دختر سلطان باشد

ورمانند که کند زن بکند نوزس را
آنکه میبویسته چو گل تازه و خندان باشد

زن پاکیزه و دوشیزه خوش صورت را
گر بعد جان بجزی راست که ارزان باشد

زن هفت ساله و هشت ساله اگر میخواهی
منقضت عیش کند کودک و نادان باشد

دوازده ساله بدست آرزو خوش صورت
که تراراحت و بهم عیش فراوان باشد

چهارده ساله زنی خوب بود راحت جان
بکناری توشیند مبه تا بان باشد

بسیست ساله اگر ت زن بنکاح پیش آید
دوازده شب امر برد با تو لفرمان باشد

زن که سنی ساله شود شیله گری آموزد
ناخوش و عذرکن و بدرگ و نادان باشد

زن که چهل ساله شود دل تو ز مهرش بردار
هر که دل بر نکند احمق و نادان باشد

زن به پنجاه که رسد آفت جان میگرد
بلکه از قربت او مرد گریزان باشد

زن بشصتم که رسد خانه پیر از آتش به
بهتر از قربت او آتش سوزان باشد

زن به هفتاد رسد هفت بلا جان است
ز هر عقرب بود و نیشک ماران باشد

زن به هشتاد رسد مرگ بخو ایش هر وقت
زانکه فرمان نبرد رهبر شیطان باشد

چون نود ساله شود خانه برود و ابگذار
بلکه از زندگی اش مردن سر ایشان باشد
زن که صد ساله شود زنده به گورش در کن
هر که گورش نه کند لایق حشران باشد
هر که این پند گرفت و بعمل آوردش
هست تحقیق که او از صف مردان باشد
گفتم این نکته برای دل سید محمود
تا بخواند همه وقت بایب خندان باشد
گرچه این نمط از گفته سعدی گفتند
غیر از آن نکته او گفته عما آن باشد
ای علیمای پس از میں کن و پس یاوه مگو
بہتر اینست کہ ترا گفته ز قرآن باشد



شکر للہ کہ مرا قبلہ حاجات آمد
فارغ از رخ و بلا و ہمہ آفات آمد
حاجی بہر دو حرم اسم شریفش احمد
از رہ دور بہ تشریف ملاقات آمد
اہل بلیش ہمہ خوشدل شدہ از آمدنش
مایہ خوش و لی جملہ خصلت آمد
دوستان جملہ دعاگو و ثنا خوان گشتند
این دعاگوی بدل در ہمہ اوقات آمد

بهر نذرش همه اخوان بر سرش تحفه برند
بنده داعیش باین تحفه فرجات آمد

آن علو در جات اش که ز پیش حاصل بود
این زمان نافع هر کس بمبرادات آمد
فیض بخش است و لی بنده علممی گوید
صاحب خیر و بشارت و کرامات آمد



شکر الله که مرا وقت مباحات آمد
ساعت فرصت و خوش وقتی حالات آمد
دمبدم میرسد آواز بگو ششم ز اطراف
که فلان یار فلان دوست ممولات آمد
حاجی هر دو و حرم گشته ملاً محمد نام
از گنّه پاک شده هم به سعادات آمد
صاحب ناک و نشان بود به عالم اندیش
این زمان به همه اعزاز و کرامات آمد

اولین مرتبه اش مرتبه دنیا بود
حاصلش دین شده مقبولت بآیات آمد
بعد ازین گر نکند میل به دنیا برگز
بیشک اذ اهل صفا گشته با ثبات آمد
چون علممی شده همسایه اش از روز قدیم
بدعا خوانی او در همه اوقات آمد



خالق من که و تادری دارد
 نام بر خود ز و ادوری دارد

هر دو کو نش به علم گشته محیط
 حکم بر خلق ششش دری دارد

کشد از لطفه صور تی چو پری

چه عجب بنده پروری دارد

قطره از سحاب ریزانند
 در بر آرو و مصوری دارد

کشد از چوب خشک میوه تر

صالح است او تو نگری دارد

هر چه بینند عارفان به نظر

معرفت جمله ظاهری دارد

بنید از بنده صد گنده در دم

پرده پوشست و ساتری دارد

دارد امید عفو بنده علیم

اوست بخشنده غافری دارد





بیت من روی خاوری دارد
بلکه از خور فزون تری دارد

روی زیبایش را خدا آراست
بود از نور بر تری دارد

چشم ز گش او ابروان چو بال
گیسواش بوی عنبری دارد

که به خوبان کنم در نسبت
بر سر جمله بهتری دارد

نیستش در دو کون بهمت
به همه خلق سروری دارد

آنچنان گرم گشته بازاریش
که زن و مرد مشتری دارد

وصف حسن اش نیایدم بزبان
بهتر از عور و از پری دارد

صاحب جا ه و خواجه افلاک

تاج بر سر پیمبری دارد

در صف خادمان بنده علیم
نیز دعوی چاکری دارد





ماه من اسیم ماه پری دارد
 خاصیت نیز از پری دارد
 آهوش چشم و ابروان چو کمان
 لب چو لعل شکر تری دارد
 رو و رخسار یار من چو مہ است
 بینی ہم چو خنجر سی دارد
 ہم سری نیست اش بکن و جمال
 شیوہ رسم و لبری دارد
 منکہ آشفته جمال و ہم
 روی چون ماه انوری دارد
 با ہمہ خلق روئی لطف برد
 با علیہی ستمگری دارد
 بہ غزلسائی گفته رحمان
 کے علیہی بر ابری دارد
 نظم رحمان بہ جنب ہم علم
 خلق گویند بہتری دارد



ردیف دال کا بقیہ ص ۲۲۵ پر ملاحظہ ہو ص ۲۲۳



بهر که او را در استان دارد
سر بلندی بر آسمان دارد
بهر که او سرگران بود بر خلق
در قیامت سزا سنان دارد
کبر را حق نکرده خوش گامی
عین دوزخ و را مکان دارد
کرد ابله بلیس کبر بر آدم
طوق لعنت درون جان دارد
کبر یائی خدا عی را شاید
خالق خلق او جهان دارد
نکنی کبر تا تو بتوانی
متکبر دو صد زیان دارد
جمله عصیان تو خدا بخشد
نه ز تو کبر تا نشان دارد
شاه حمید ر علی چنین گفته
که ترا پند در امان دارد
خصلت شش بگیر از حیوان
یعنی آن خصلت سگان دارد
اولینش که هیچ کبرش نیست
بهر کجا یافت جائی آن دارد

دو مینش بصبر کن نظری
صبر بر پار ه زانان دارد
سیمی در قبا عتس بنگر
هر چه دادند قوت جان دارد
چار مینش به بی وفاداری
می روی دپی ات دوان دارد
پنج مینش تمام شب بیدار
گو عیا خانه پاسبان دارد
ششمین حلم را از بردار
بزرگی ناله و فغان دارد
بنده را چون نباشد این خصلت
خصلت بد از آن دوان دارد
از ره کبر و عجب بنده علیم
خواهد از حق که در امان دارد

بجز

مینت درین زمانه کس تا بکسی وفا کند
یا به کمال عقل خود حق سخن ادا کند
ظاہر حال دوستان جلوه نما چو بوستان
در عقبش بود خزان برگ و ثمر فنا کند
گر ز لبتین کنی که اوست ظاہر حال همچو دوستان
مغز نیند غیر بوستان با تو دوسد جفا کند

گر تو لبها لبا در از سفله به پروری بناز
بیم تو کنیش سرفرازه بجو تو درملا کند

سفله اگر به پروری شهید و شکر با و خوری
عاقبتش چه بنگری او بتو ناسزا کند

گر تو لبها لبا عا سفله به پروری تمام
حرف دبی سبق کلام عیب تو در قفا کند

کرده یکی ملا متم بست بشعر تهیتم
من بمیان سلامت او چو سگان صلا کند

گفت یکی ز ابلهان نیست علیم شعر خوان
راست بگفته عا قلال اصل خطا خطا کند

بنده علیم بهوش کن جور و جفا تو نوش کن
یک سخنی تو گوش کن هر چه کند خدا کند



دیدم به روی خوب او میلی نظر چرا کند
گر بکشد نقابین بدان تقدیر و صد بلا کند

دل به کند زلف چین بسته شده بر دین
تا که به جان نازنین غمزه او چها کند

بیم نظر که دیدش مست و خراب گشتش
گر به تمام بدیش روح ز تن جدا کند

گفته دلم بغرق خون چون گل لاله اندرون
بهست تنم بسی ز بون یارا گر وفا کند

من به درش بعد نیا ز تا گنمش ز کشف راز
او ز غرور و حسن و ناز سخت سخن بجا کند

آن مده نازین من گریشو دگرین من
گوش کند این من صمیم قندری وفا کند
بهره ورنه هر کسی یافته وصل زو بسی
من بدرش چون بی کسی برتن من جفا کند

من که نزار و خسته ام از همه دل گسسته ام
دل با امید بسته ام گر نظری بجا کند
بخت چون نیست یار من زان شده بسته کارین
هم شده کم قرار من بر رگ من صدا کند
باش ستاده مستقیم بر در رحمت کریم
رحم به حالت ای عظیم گر بکند خدا کند

بچه

کسی که عاقل و دانا و هوشیار بود
بفضل و رحمت ایزد در انتظار بود
اگر چه غمگین گنا بنده بندگان نامر
به رحمتش همه عالم امیدوار بود
تو نگران همه با بارکش بودند از شوق
زندان بزرگ اشباحی که میوه دار بود
خدا نجات راست مسلم تو نگر می همه حال
از دست هر چه رسد صاحب اختیار بود

نمی کنند ترحم چو قهر حق برسد

اگر چه گریه و نالش به زار زار بود

خدائی را چو نظر شد لبوئی بنده خود

بریزدش ز گنجه گریه بے شمار بود

علیم می برد امیدها ز کثرت رحم

اگر چه در صفت مردان زنا بکار بود

بجز

چه غمی ست بر دل من که تمام تن لبوزد

که نداردش تحس رگ و پی بدن لبوزد

اگرش نهان بدارم به درون لبوزدم جان

و اگرش برون بسازم دولب و دهن لبوزد

تو باین جمال زیبا که خدا بیا فریدت

بنمائی آن رخ خود همگی و طن لبوزد

کنی از به حسن زیبا نظری لبوئی گلشن

ز کمال حسن خوبت گل بهر چمن لبوزد

تو به قدر ناز نینت گذاری لبوئی بستان

همه سرو و پاهای بستان که ز بیخ و بن لبوزد

همه این جفا که از تو برسد هر سلیبی

چو به حال من به بیند دل مرد و زن لبوزد

بجز

ردیف (ذ)

مراسم نام تو اندر دیان و کمال لذیذ
به یاد نام تو بودن علی الدوام لذیذ

تویی که خلاق دو عالم به روت پیدا شد
تراست جای شریف و ترا مقام لذیذ
تویی که برتر از نه فلک مقام تو شد
شنیده ای به مقابل زحق کلام لذیذ

ز آب برده ای با نام نامداران و
لذیذ قدر تو عزت لذیذ و نام لذیذ
بدر عشق تو سرخوش بوند عشاقان
بنال هات عنودن به صبح و شب لذیذ
علیم خسته که دارد امید دیداری
نمای ای شہ من روی در مقام لذیذ



ردیف (ر)

آمد مرا به خواب بت خوب در نظر
گفتم طلوع کرد مگر شمس و یاقمر
دیدم بیتی که نیست شبیهش به هیچ رو
از آفتاب خوب ز مهتاب خوب تر

در خلق شمش دری نبود همسرش کسی
نے در ملک نہ حورو پری نے کہ در بشر
شکر از خدای گشتمش از امتان پاک
فرد از امتان و نیم آورند شمرا

بخندہ ام خداست دگر شافع ام رسول
باشم اگر چه عنرق گنہ پای تا بہ سر
نومید بنیت بندہ علیہی از لطف حق
ہر چند باشدش گنہی حصار ج از شمرا



دیدم سبتی کہ بود رخس ز ہرہ و قمر
با پوشن خوب و زیور و در گوردنش گہر
برداشتی براہ بصد ناز او قدم
لیکن ز حال عاشق خود سخت بے خبر

گفتم بتا! برای خدا یک دی نشین
تا سیر چشم بینم و اندازمت نظر
گفتم دلی کہ بود مراد ادش بتو دیگر دلی ندادم و نے دلبری دیگر
گفتم کہ دلبر اجمالت مشغور و نے رنگ خوش بہماند و نے روی نازہ
گفتا مرا بہ حال تو پر و امنی شود
گو شمع ز گفتمہ ہای خرابت شدت کر
گفتم کہ عشق روی تو از دل ترا برد
آتش فتاد در بدخم سوختم جگر

گفتا برو میند دلت را با این خیال

این بار با علم تو بر دل مسکین خود مبر

گفتم ز آه سرد من و سوزش وجود

ترسی به دل بیار مکن ظلم این قدر

گفتا باین فریب مترسان دل مرا

دل سوزی تو هیچ ندارد دین اثر

گفتم که از عنایت به چنان حالتی رسم

دیوانه وار گردم در شهر در بدر

گفتا نمی رسد به تو لای دامنم

سنت از آنکه مفلسی و خواهی از تو زور

گفتم که زر ندارم و جان می کنم شار

گفتا قبول نیست مرا جان تو نه سر

مهم که خادم تو بشوم از سر نیاز

برمان برم بکار در آیم به بهر سحر

گفتا زبان به بند تو بلی بودگی مگو

می خواهی بهت که حال تو گردد ازین بهتر

مهم علیم حلقه بگوش تو می شود

تو مرا چه کار که باشی غلام در

رحمان تو در نزاکت اشعار مابین

رفتم اگر غلط بکن اش ساز با هنر

گفتا برو میند دولت را باین خیال
این بار غم تو بر دل مسکین خود مبر

گفتم ز آه سرد من و سوزش وجود
ترسی به دل بیار مکن ظلم این قدر

گفتا باین فریب مترسان دل مرا
دل سوزی تو بیچ ندارد و بمن اثر

گفتم که از عنایت به چنان حالتی رسم
دیوانه وار گردم در شهر در بدر

گفتا نمی رسد به تو لای دامنم
دست از آنکه مفلسی و خواهی از تو زرد

گفتم که زر ندارم و جان می کنم نثار
گفتا قبول نیست مرا جان تو نه سر

گفتم که خادم تو شوم از سر نیاز
فرمان برم بکار در آیم به بهر سحر

گفتا زبان به بند تو بلی بود گی مگو
می خواهمت که حال تو گردد ازین بهتر

گفتم علیم حلقه بگوش تو می شود
گفتا مرا چه کار که باشی غلام در

رحمان تو در نزاکت اشعار ما به بین
رفتم اگر غلط بکن اش ساز با هنر



آن سو مملکت و جن همه ز اثاره تو ظاهر
 لغمائی دو کوفی همه ز اسرار تو ظاهر

پیدایش آتش نه چرخ برین از قدم است
 آرزایش جنات به اظهار تو ظاهر

دخستد گئی ماه و خور از نور تو پیدا
 انوار نجوم ست ز انوار تو ظاهر

اظهار ربوبیت حق بهر تو پیدا
 پیدایش منسوق به اطوار تو ظاهر

از رحمت خود خلق نمودت چو خداوند
 لب تشنه علیمی ست به دیدار تو ظاهر



بدر گاه خداوند نکو کار
 ندارم هیچ نیکی غیر ادبار

ز دستم هیچ کرداری نیاید
 جفا کارم جفا کارم جفا کار

همه عمرم به لعل لب گذشت

چه بد کارم چه بد کارم چه بد کار

من از شرمندگی چشمی ندارم

خطا کارم خطا کارم خطا کار

به محشر دست آوردی ندارم
گنه کارم گنه کارم گنه کار

میان مرد و زن ز اولاد آدم

سینه کارم سینه کارم سینه کار

ندارم توشه روز قیامت

زبان کارم زبان کارم زبان کار

من از احوال و بیم روز آخر

خبر دارم خبر دارم خبر دار

خداوند! به روئی نور احمد

نگه دارم نگه دارم نگه دار

علیچی بنده بس نابکار است

ز فضل خویش او را جرم بگذار

✽

باد صبا! اگر گذری سوئی آن دیار

شرح و بیان حال دل ما بگو به یار

قاصد! برو سلامین بدینواران

گویش که در غم تو همیشه است اشکبار

ای جان! چه می شود که به پرسی ز حال ما

کاندر سرت چو می گذرد غم ز روزگار

اندر غم تو سوختیم ای نازنین صغیر

بهر خدا به مهر نظر کن تو ای نگاه

جان، مثالی نشانم دلم پاره پاره شد
 مانند نئے ہمیشہ کنم ناله زار زار
 گر ناله زار در دلی خویش بر کشم
 ناید صدای چنگ و رباب اندران قطار
 مالی ز درد عشق تو گویم اگر به کوہ
 افتد به اندرون دل سنگ خاره ناله
 افتاده تا میان من و دوست فرقتی
 روزِ علیم می گذرد بهم چو لیل تار



ای دوست رب داد گمراهی تا جبار و تاجور
 جمله جهان زیر وزیر باشند ترا چون خاک در
 ای سرور پرورد جهان ای شاید قدمی مکان
 بپند بیریگ نادان ملک ملک جن و بشر
 ای سید مشیرین کلا ابر تر ترا جاه و سقا
 مسجد ترا بیت المحرم آسان بکن راه سفر
 گفتم که ای محبوب من ای دلبر مرغوب من
 هستی به دل مطلوب من نار از سگهای بیت شد
 هر چند نالان گشتمش بجز دنیا زنی بردمش
 این سال خود در گفتمش لیکن نه شد و اثر
 گفتم مگر من عا مسلم از مردمان هم کا علم
 فصد ه شد تا جا بلم گو شتم ندارد بر خیر

بندہ علیٰ حی جا کرت افتادہ بر خاکِ درت
یا از سگانِ برد درت اور امران از پیش در



یا رب تو واحدی و به یکتائی استوار
سلطانیات قوی و خدایت برقرار

هر چیز را تو خالق و بر هر چه قدرت اداری
در ارض و در سما و ما بین استتار
از حالی جمله خلق ترا آئی بود
گر ظالم بر بند و باطن آن بر تو آشکار

ایمان صحیح دارم بر جمله مسلمان
بر جمله صحیفه و مہم آن کتاب جا
بر جمله مسلمانک و ہم روز آخرت
نیکی بدی مقدر و از دست اختیار

بعد از وفات زنده گیم بت نیست شک
این جمله را بعد قیام دارم اعتبار
من شکر عدل هزار بگویم به برومی
من بندہ تو ام تو خداوند کردگار

رحمن و بهم رخصمی و بخشندگی تراست
عنوم گناه کن چه صغیر بند یا کبار
امید دارم از تو خداوند من کریم
از بندگان خاص عنوم آوری شمار

۱۲
بر من مبین و بر عمل خوار من مبین

بر خود به بین و معصیتم را فر و گذار

در گردنِ عظیم بود طوقِ بندگی
هر حکم می کنی به سر من مرا چه کلا



گویم ز وصف دلبر خود پائی تا بسر

شرحی دهم ز خوبی او تا شوی خبر

پیشانی اش به جلوه ربانند آفتاب

زیبائی اش چو زهره بود یا رخ مکر

بادام و زنگسست دو چشم نگار من

ابرو بود بلال تو و یا کمان مگر

بینی کشیده همچو الف راست بر رخس

مهتاب روی دارد و مرغان چون بیشتر

از غنچه دیان و لب او مرا پیر

دندان و بهم زبان بودش لعل یا کبر

چون تنگ شکرست دیان لذیذ او

بنگام بوسه بر دو لبش تقدیر یا شکر

عارض چو برگ گل ز قش سبب را مثال

سیمین بر است دلبر من هست سیم بر

پشیمینه است سینه او جای تخت گاه

بر سینه اش دو لیمو و یا قبه سپر

پایین سینه سپج نگویم صفت از و
باقی وجود برگ گل ست پائی تالبر

گشتم بشام و صبح دعا گوی آن صنم
از نکبت زمانه نه ببیند گهی ضرر
جانش صحیح باد بلا از وجود دور
بدخواه و دشمنان همه باشند کور و کر

اخوان او ز جمله آفات در امان
باشند در پناه خدا مادر و پدر

ز اید مکن ملامت این عشق بازیم
ز ایدم به ترس هم زد عایم بکن حذر

ز ایدم تو عیب برین عشق پاک من
در عشق لذتی است چه دانند گاه و خور

من پاک بازیم و نکتم فسق و هم مجور
نهی آمد هوس در آیات و هم خبر

خواهم حلال شرع نخواهم دیگر حرام
و صلح من داد بد که بگیرم در ابر

در وصل این چنین صنمی خریج بجیاب
گر دولتیم بدی تلفش ساختیم زر

چون دسته گلش بنشاندم کنار خود
آن گاه چه شکر با یکسرم پیش دادگر

دولت خدا نه داد عیلم ترا چه باک
علمت نصیب کردد گر شعر یائی تر
حق می دهد به فضل خودت وصل آن نگار
بی گفتگوی مردم و بی غیر سیم وزر
عجز و نیاز بر در حق می کن ای عظیم
کوته مدار دست دعا را به هر سحر



دو هفته شده تا گشته ام منت بیمار
بناز برده ای این دل تو ای پری رخسار
سمن بر ابرو سمن سیم تن و سمن بویا
شکر لبها بشکر تیا بشکر ترا گفتار
تو آن دُری که ز سر تا به پا دُرّت گویم
و لایحه فائده گشتی تو هم نشین با خاله

ترا که روی مهست و ترا جبین چون خوله
مراست جان ضعیف و چو کاه لاله زار
به چشم آه و باروی آتش ای دوست
درون جان من انداختی هزاران نار
تو گل رحمی و گل اندام پای تا سر گل
تویی کلاب تویی لاله و تویی گلزار

جریح عشق ترا نیست داروی به ازین
که یک دمیش دهن از وصل خویش قرار

عشق ترا جانی داده در دل تنگ
عشق ترا بر گز آن بکس اظهار

ردیف (ز)

ای دل خفته ازین کوی ملامت بر خیز
سوئی دلدار بکن روی بدامن آویز

کن حال دل خود بر جانان از سوز
ماشک ز خونابه بدامنش ریز

گو که ای دوست مراد دل من این باشد
از دهانت سخنی چند بگو قند آمیز

مت زیبائی رویت بخداورد و جهان
که در بهفت اقالیم زمین تا تبریز

کاسته جان علیهمی ز غمت ای جانان
زانکه زین تیغ نباشد بجزاں تیغ تیز



دلم را برده ای با عشوه و تاز
بحال ما به بین ای ماه طنانه

فدا رَم مونسى غیر از خیالت
بتو مشغولم و می گویمت راز

اگر خوبان دو صد باشند بی تو
نخواهم دیده را بالا کنم باز

نمیدانم صفا نت را بیانی
سرو پای تو از ناز است از ناز

خریدار تو تنها گشته ام من
قدم بر چشم من بگذار و کن ناز
بیا یک دم نشین با ما بخانه
علیم حسته را با بوسه بنواز



به یغما برده دل از سینه امروز
بست سیمین تن ماه دل افروز
به این چشم سیاه و روی رنگین
بزد تیری مراد دل جگر دوز

چنانم بی خبر کرد دست جانان
که هر دم می کشم از سینه صد سوز
بر روی خوبت ای خورشید تابان
بیا این حبه مار را بفروز

بمیرند عاشقان از یک نگاهت
بچشمانت خدارا این میاموز
در آن وقتی که وصلت را بیا بم
همان شب عید باشد روز نوروز

عوض بهستان علی می را دل و جان
با و بنمای روی خویش چون روز

واعظانه كنم و عطا كه من مردم امروز

از گفته بيهوده دل آزرده امروز

امروز نه پرسيدم را يا رزوا حوال

بس غصه از اين حال بدل خوردم امروز

هر چند كه دلدار من جور و جفا كرد

من پيشه با و روئي و قاردم امروز

اي يار شنگار من جور و جفا بيش

پيش تو سر عجز بر آوردم امروز

چون ديده من بر رخ زيباي تو افتاد

خود را به غلامان تو بشمردم امروز

ديوانه و افسانه روئي تو عليماس

نقد دل خود را بتو بسپردم امروز



اي شوخ ديده سرمه چرا كرده اي بنانه

زلف سياه را بر رخ انداختي دراز

عمر ليت تا كه آتش عشق ترا بجان

حايل شد دست روز و شبانم درين گداز

از تو بيزاره جوله بسرمي رود مرا

از من ترا بزار دعا و دود و صد نياز

بر آستانه توفانم بروئي نماك

در جميع عاشقان كسي ام گره تو سرفراز

دیرست آنکه خون دل خویش می خورم
بهدم کسی ندارم و تا گویمش ز راز

دورم من از طریق هوا و بوسه
من پاکبازم و نه کنم عشق تو بجای

بر جان اگر چه جو رو جفای رود ترا
می سوزای علیم برین جور او بساز



سخنان چند گویم که کس ات نه گفته برگز
نه به چشم دیده باشی نه ز کس شتافته برگز

اول آن که در زمانه ز کسی طمع نه جوئی
به کسی تو دل نه بندی به خیال سخته برگز

دگر آن ره وفار او طلب مدار از کس

تو نشان مده به جاہل در علم سفته برگز

نه کنی بچشم جاہل تو ز کحل علم سر مہ

که نه دیده کس ز شوره شده تخم دستہ برگز

که به جاہلان نا اہل نبود ز علم لفعی

که تاثری نه بینی تو به قلب خفتہ برگز

دگر آن که گم و سردی از زمانه بر سر آید

تو بخود بگیرش آسمان و مباش خستہ برگز

اگر ت به سر غم آید تو خیار کن صبوری

که تخیری نه گیری ز تو سر نوشتہ برگز

اگر کسی براند به جفا ز در گه خود
که فدای هر دو عالم در خود نه بسته برگز
نه شوی ز در گه حق به گز نه بدیم بومید
که ره امید و آری نه شده گسسته برگز

دلایف (س)

ای در لیا که رفتند همه یاران افسوس
خون دل رزم ازین دیده جو باران افسوس
آه و فریاد که یاران همه رفتند از دست
آن جگر بند من و نور دو چشمان افسوس
در آن مویش غمخوار بر رفت از دستم
که مسماش پدر کرده کریم خان افسوس
موسم گل شد و گل لپس بر خزان رو آورد
می زنده بلبلی بی چاره هزاران افسوس
لاله باداغ و تن چاک بدانی از پستی
عزت دارد بدل از عمر شتابان افسوس
چند روزی بی گل با به تما شده فستیم
مانده خالی همه جاد امن دامان افسوس
ای علیا مگر این غم بنو تنها برسد
بسیح کس نیست خلاص از غم دوران افسوس



تا که عاشق شده آبر رخ جانان افسوس
کس نه دیدست مرا بلب خندان افسوس

رفت از دست مراد دل ز یکی دیدن او

لبسته زنجیر به پایم چو غلامان افسوس

قدمی رنجبه کنی گم به سسر من آئی

سربه پایت بهم ای سرو خندان افسوس

یا نکردی دل من میل رخ مهر رویان

یا بدی مهر و وفادار دل خوبان افسوس

از چه رو منع کنی عشق بتان ای زاهد

بیچ آگه ندی از سبب ز خندان افسوس

من که دل داده و آشفته مهر رویانم

زان سبب حلقه بگو شمم چو غلامان افسوس

گرچه آید و صد از قافله غم بی در پی

رخ نتابم ز در آں مهر تابان افسوس

نیست پر دایش چو یاد آرد ازین بنده علم

خبرش نیست ازین ناله و افغان افسوس



عمرم گذشت بیچ به پایان نشد بوس

از مصیبت خلاص نشد یک دم نفس

بر چند خلق راست گنایان بے شمار
 جرمی که از من ست نباشد ز بیچ کس
 بس کردن از گناه و حبر اثم نمی کنی
 سوزی میان نار بمانند خار و خس

بیمت بدل چو نفیت از ان روز بازخواست
 از حول آن لبر بزی دست چون مگس
 در گور و در حساب خدا یا بفضل خود
 روی رسول بین و بفریاد من برس
 کوتره بدار دست علیما از معصیت
 بارت گران و راه سفر شد در از بس

دلیفش

دیدم جمال لعبت خود را بخواب دوش
 بچو دهنم تمام بدن آمدم بجوش
 حائل شده بحال چو دیوانگان مست
 از تن بدست پاره نمودیم جامه پوشش
 واعظ به سویم آمده و عظیم سخن نهاد
 منکر ز حال عشق شده آمدش خروش
 گفتم که واعظ! تو ندیدی جمال یار
 بیبوده و عظم سود ندارد در گرجوش

پندی ز راه عشق بده تا رسم بحال
ورنه بگوشه بندشین بال لب خموش

از عشق یار کوه مداری عظیم دست
مشو تو پند واعظ به بوده را بگوش



دارم سستی نام خوشش یوز خدای زیدش
تعریف روی خوب او شمس الفصحی می زیدش

تشریف لولاکش به سر خلعت زیا پیش بر
راز فاستقم بس مفتخر عمرش علی می زیدش
الله و لیسین لشکرش انا فتحنا یا ورش
شاهان دنیا یکسرش بر در گدای زیدش
در وصف رویش و الفصحی تعریف موش و سحی
سر مست جام قدری از ما سوای زیدش

گفتش چو رب العلمین لولاک جنتم المسلمین
خادم و را روح الامین پیک صبا می زیدش

په درده گشته باغ از دزینت گرفته راغ از
کحل البصر با داغ از و در دیده باء می زیدش

در حکم او چرخ فلک خدایم او جمله ملک
از هر طرف عشاق لک جاها فدا می زیدش

او هست شاه معتبر از جمله عالم خوب تر
سردار می جن و بشر در دوسرای زیدش

سوئی مشتاقان اگر از لطف بکند یک گذر
قد علیما بے خبر سر ز پیر پائی زیدش

ای جان! بیا که با تو بگویم راز خویش
عرضت کنیم قصه دور و دراز خویش

شرح و بیان عشق تو کو ته نمی شود
گر صد هزار عرضه کنم سوز و ساز خویش
مردم زدرد و عشق تو ای ناز بلین صدم
بنواز خسته را به نگا ہی ز ناز خویش

طاق دو ابروان تو مخراب عاشقان
بردم لطف ابروی تو زان نواز خویش

بعد از وفا تم از گزری سوی خاک من
مالم بتا! بیپائی تو روی نیاز خویش

محمود را چون عشق ز کف برداختیار
از سلطنت فدا خوش او را ایا ز خویش

رود در حقیقت است علیما مجاز را
شاید بدل کنم بحقیقت مجاز خویش

رولیف (ص)

پائی بند مکر شیطانم نمی دانم خلاص
یا الہی کن ز مکر و فکر شیطانم خلاص

روز و شب در معصیت بردم فکر دم طاغی
بم به فضلت رحم کن بخشا گناهانم خلاص

ساعت جان کندم ایمان سلامت کن نصیب
بم سوالی گوریم از حوالی میز انم خلاص

در گهائی آخرت را جملگی آسان کنی
از عذاب هفت دوزخ بهم تو برهانم خلاص

از گذرگاه صراطیم زود و آسان بگذران
داخل جنت کن و برهان ازین راهم خلاص

از در عفاری و ستاریت دارد عظیم
چشم امید می ز بخشش ساز آسانم خلاص

پای بند عشق گشتم من نمی یا بم خلاص
من اسیر زلف یارم زان نمی یا بم خلاص

زلف تو دارم دلم میزگان تو تیر خدنگ
من ز تیر ناوکت هرگز نمی یا بم خلاص

روی تو چون گل بود ابرو کمان میزگان چو تیر
زین سینه آفتها اسیران تو باشم کم خلاص

چاک چاکم سینه گشته پاره پاره شد جگر
مری بر برد و بگذار و بگردانم خلاص

تارهای زلف تو بر یک چو ماری می گردد
خود بگو اسخر که هرگز نیست زینانم خلاص

سودم در عشق تو ای بی وفا وقت است وقت
گر نبی آئی ازین سوزش بگردانم خلاص

شد غلام و چاکر روی نگارینت علیم
رو برو بنشین و دیدارت نمایانم خلاص

یارب به ذات پاک به بین کن مرا خلاص
از امراض چشم درد بدن و رو پا خلاص

ضعفم ز تن ببرد بدلم به بخش روشنی

از رنج اندرون و دگرگتف با خلاص

از شر اینا زان و از شر دیو نفس

وز شر ظالمان و ز جور و جفا خلاص

دارم عدو ز شر و بیم در امان بدار

گیرش به نیت بد خود کن مرا خلاص

خواهد علیم از تو پناهی از آن شرید

تا روز زندگیش نباشد مرا خلاص

دلپوش

مرا بسینه چو دل شد دو نیم از آن عارض

دوا و مرهم دل نیز دیدم آن عارض

از آن زمان که بدیدم زخی چو همتا کش

قرین دردشدم مبتلا بر آن عارض

به شب چونست مرا تاب نه به روز قرار
 تمام آرزوی دل مراست آن عارض

بیا که وقت بهار آمد خوشی برسید
 ز نیم دست به گردن دگر در آن عارض

اگر کند مدوم بخت و هم بر همی طالع
 دو بوسه بزخم بر میان آن عارض

علیم حنّه و بیار گشته از علم تو
 باخته دل بیچاره را بر آن عارض

ردیف (ط)

تا روی نازنین تو نقش است بحال و خط
 جاری است از دو دیده من اشک بچوشت

فریاد و ناله ام به فلک می رود
 عمریت تا که می گذرانم بر این نقطه

عارض می پوش روی مگر دان ز سوی ما
 مطلوب ما ز عشق تو یک دیدن است فقط

غرتم به بحر عشق تو راه نجات نیست
 لایق زخم به بحر غمت غوطه با چو بخت

گر بوسه دو از تو می کند علیم
 منقش مدارند مشو هم مگو سخط

ردیف نظم

جدا چو می شوی از من خدا ترا حافظ

قرار می بری از من خدا ترا حافظ

ز جمله آفت دنیا تو در امان باشی

ز زخم چشمیم زمانه خلا ترا حافظ

به چشم بد اگر ت حاسدان نگاه کنند

و آن یگاد کلامی خدا ترا حافظ

الا یکار گل اندام ما و سیمین بر

بیم از تغیر حسنت خدا ترا حافظ

در عای تازگی حسن تو کت شب و روز

علیم دل شده پیش خدا ترا حافظ

ردیف (ع)

بدر گه تو گره آیم چنان به خوف و مضوع

بخواهم از تو و عدالت بعد نیز از مضوع

غم فراقی تو چندان ستم بین آورد

که بخورد و خواب ز من بر دهم نماز و رکوع

دلی که بود به عمری به ناز پرورده

کنون ز بحر تو شد پاره پاره و منطلوع

به لطف کن نظری به حال این گدا بنگر
 که جوئی جوئی مرا می رود ز چشم دموع
 به بر جفا که برانی تو بر سرم یارا
 قبول دارم و تابع منم توئی ملتبوع
 علیم آرزوی دیدن تو دارم و بس
 خیال بد نه کنم من که نیست آن مشروع

ردیف (ع)

بار فیتقان دوش می رفتم به سوی سیر باغ
 تا رسام بوی خوش از تازه گلها در داغ
 دیدم آنجا ماه روی نازکی کسین بری
 شد مرا از دیدن رویش بسینه داغ داغ
 شد نصیب من ز عشق آینه نگار خوب رو
 ناله بچو رباب و سوزش همچون چراغ
 بهر درد خوردن دایم از که جویم چاره
 می روم خانه به خانه می کنم بهر سو سراغ
 خاطر تسکین شود غم از دلم بیرون رود
 هم در آن وقتی که بنیم روی یار خود فراغ
 گر علیی را به یک دیدار بنوازد دمی
 بعد از آنش هم نمی خواهم رسانیدن بلاغ

دارم ز درد عشق تو در سینه داغ داغ
می سوزم از فراق تو مانند هجره

گلپای رنگ رنگ که دیدم به روی تو
هرگز پسند خاطر من نیست گل به باغ
هر چند بوی عنبر و مشک است دلپذیر
لیکن مرا به بوی تو حشرم شود دماغ
بر قرص روی خویش نهادی عجب تو خال
بر روی آفتاب تو گویا نشسته زاغ
فریادمی ز نذر غمت روز و شب علمیم
دائم یقین که هست ز درد منت فراغ

ردیف (ف)

ز قاف گر به روی در جهان به دیگر قاف
درین زمانه نه بینی ز مردمان جز لاف
کنند وعده امروز یا صبا به زبان
ولی نیاید از آن وعده با بغیر خلاف
کسی که فرق ز تا مرد و مرد نتوان کرد
به روز صحبت او شان به دیگری اطراف
شرف زاده بود بی قدر درین عالم
به هر کجا که کسینی است او بود اشرف

اصیل زاده به حرفی نشود غنای آابد
ولی کمینه به عمری زمان یافت معاف

سعادتی که ندارد ز خبث باطن خود
ازین کمینه به ترسم از و مراست مخاف

عنان پیش راه توریشه زنگی ست
که در نهاد نه واری بجز دروغ و کذاف

اگر تومی طلبی تارضا شود ز تو حق
دگر رضای رسولی که اوست ز اهل مناف

به خدمت پدر و مادر و استادان
ستاده باش علیما بکن بجان ز طواف

فصل

چه زینتی ست در آن دست های همچو صدف

که نقش بسته بر آن دست از حنا بر کف

گذاشتم دل صد پاره پیش مژگانش

که دم بدم بزنده تیرها به سوختن هدف

نگار من ز کمال جمال مغرور است

ستاده پیش درش عاشقان هزاران صف

مرا که نام به رندی بر ند در عالم

همین لبست زلف همین لبست شرف

علاج درد زهر جاشی همی خواهم

علیم چاره نه بنید درین چهار طرف

رویت ز حال دل خود به بانگِ دف
عاشقِ جمالِ تو ام رفته دل ز کف

رویت چو ما هتتاب دو عارض چو برگ گل
سرتابه پائی سمجھو گلِ پاک چون صدف

شمان ز گین تو مژگان سمجھو تیر
ریت تیر عشقِ ترا گشته ام بدف

کس نیست محرمی که بگویم ز حالِ خود
بندست راه و چاره در دم ز بهر طرف

ن پاکبازم و که ندارم بدل ز فسق
گاه باش من خلفم نے کہ ناخلف

بہر خدا بہ وصل رسا نم بخود حلال
پیوند ما بخواہ کہ یا بی ازان شرف

بندہ سلیم را تو قراری بہ وصلدہ
دین رفت عقل رفت بشد عمر من تلف

ردیف (ق)

از ان زمان کہ من و عشق تو شدیم رفیق
زمان عشق نہ دادیم ما بہ بیچ فریق

زدیم غوطہ بہ در پائی عشق تو عمری
بر انتہا نہ رسیدیم بہ قعر بحیر عمیق

۱۱۲
به یک اشارت انگشت شد دویم آن مه
به معجزات تو آمنت دانش تحقیق

به هر صفت که ترا حق نموده در قرآن

بر آن گواهم و آورده ام به دل تصدیق

اگر چه نیست کسی همچو من گنه گاری

به عاصیان گنه گار نیست جز تو شفیق

صباحِ حشر به ذیلِ تو سخت آویزم

ز دست خود ندیم ذیلِ تو به هیچ طریق

سختی به خواب نمایم تو روی زیبارا

بگیر دستِ علیی که گشته است غریق

علیم این بر دلین و جوابِ قبلت

بستی که نیست شبیهش به حسن هیچ فریق



تمام خلق درین جبریت اند و بس در حرق

خدا ز نور ترا آفرید پاتا فرق

تراست نزد خدا قدر تا بان حدی

میان نام تو نام خداست می فرق

دگر حادث و خلاق خلق هست قدیم

که نیست جلوه نورت به غور نه ماه و نه برق

تو تا ز پر در صفتی که او جلیبت خوانند

که نیست شبه و شکلی نه از ریاض و نه زرق

سی به همسریات نیست درد و عالم کون
 راست قدر بلندی ز غرب تا هم شرق
 تویی که دست بگیری گنا بگاران را
 بگیر دست علیی که در گنه شده غرق



می خورم سوگو کنند یا بر ناهق
 حق فرستادت به سوئی با حق
 پیش دستی بروی از جمله رسل
 گر چه بر درسی نه خواندی یک سبق
 علم تو علم لدنی شد نصیب
 برگرفت از علم تو بهر یک سبق
 ناز بردار خدای ای رسول
 بر سما شد ماه از حکیم تو شوق
 شد علیی مبتلا در عشق با
 از کرم بخشش سخاقتی از غلق



دیدم چو من آن جوان عاقل
 بر روی نکوش گشتم عاشق
 در عشوه و ناز دلبری شد
 خدو ای ز مانده من چو واقع

بدنام جهان شدم ز عشقش
 رسوا شده ام درین ظلایق
 هر چند فتادمش به زاری
 او بیخ بما نشد موافق

گفتم که جفا مکن به جانم
 بادوست ستم برگشته لایق
 عمرم بگذشت بس جوان کرد
 این عشق تو ام ز حال سابق

کوته نکند ز دامن دست
 در قول خودم حریف صادق
 بهتر نه شوم اگر چه آری
 از بهر دوا طبیب حاذق

دیدار بس است دگر نه جویم
 در شرع نبی شوم ز فاسق
 در سینه عیلم راست داغی
 مانند لاله و شقایق

بجز

نعمت الله هست مردک احمق
 اطول اللحیه ابله بهستی

از دور ننگش گر شوی معلوم
 گه سیه می نشود گهی ابلق

گر بپرسی ز کذب و از لافش
 هست ظاہر چو حاسن بیرق
 گر کسی راستی از او خواهد
 کس نه بیند از او بجز بوری
 بیچ گزیندش فروغ قول
 در تکلم کنند بسی اولق
 وقت آید اش کس نمی داند
 می رساند گزند همچو بلیق
 گر تو نظر کنی برین خویش
 هست بلشیک برین عمل الیق
 با چنین ریش و سبد و دم سگ
 دائمًا خواهش بر لبش
 ترش و تشنه و مشو به علم
 راست گفتم اگر بدانی حق

ردیف اک

آن خسرو و دبران چالاک
 آن صدر نشین مہرہ خاک
 آن دریتیم نسل آدم
 آن گوہر خاص معدن پاک

آن تخت نشین قاب و قوسین
 آن سیر کسندۀ نه افلاک
 آن مخزن خلق جمله عالم
 خاوند بساک و جمله املاک
 سر دفتر شاهان به محشر
 بخشندۀ امتان غمناک
 آن صاحب جود و گنج رحمت
 بست دل عاشقان بفتراک
 در بر چه عجب کشید دلبر
 خلعت ز خدا قبا ئی لولاک
 جن و ملک و طیور و آدم
 در عشقی وی اندس نیه یا چاک
 و رزمه بیدلان علیمی
 فریاد ز نذر دست تا پاک

خالی ز ریا سخن کنم پاک
 ورنه تو ای ظریف چالاک
 مانند تو نظم کس نگوید
 احسنت بخوانمت برادر اک
 من همسری ات نمی تو انم
 افتاده به گوشه چو فاشاک

با نظم تو نظم من نیاید
 من همچو زمین تو همچو افلاک
 من گرچه سخنورم ولیکن
 در پیش خورت منم چو پلناک
 از شرم گناه و جرم بیحد
 افتاده علیم روی بر خاک



فغان بر آرم در هر دمی ز سینه چاک
 به پیش خالق مخلوق و خالق الافلاک
 که ای خدای کریم توئی چو عذر نپذیر
 بعا جزیم تو بنگر که بنده ام از خاک
 ز شرم معصیت خود چه گویمت یارب!
 ترا که حال عیان ست هم دران ادراک

ازین گناه و ازین معصیت که من دارم
 برین جرائم خود روز و شب شدم غمناک
 توئی خدای کریم رسول هست شفیع
 ز حول هائی قیامت به دل ندارم باک
 توئی خدای کریم توئی عفو و غفور
 بفضلی خود توبه بخش بصاحب لولاک

خدای دانند من دالم و ندانند کس
 که هیچ کس بجهان نیست همچو من ناپاک

اگر چه ز بر گنا بان بسی چشیده عظیم
علاج ز بر گنا بان ز تو به کن تر پاک

بخط

جهان بگشتم بدین لطافت، کسی ندیدم به زیر افلاک
به بردن دل چو تو دلاور، به غایت جان ز چو تو چالاک
به موی سنبلی کمان چو ابرو، به روی چون گل به چشم آهلو
منم چو بلبل تویی پری رو، ز دست بھرت فتاده بر خاک
به چشم آهلو، به فال بندو، دلم به بردی به سحر و جادو
بخاک پایت نهاده آرو، ز مهربانی به بین به غمناک
نمی توانم که وصف رویت، شنا بگویم ز شرح ثبوت
نگار رخ قسم به ثبوت، رسد نه عقلم نه فهم و ادراک
همیشه نالم من از فراق، ز دل مرا شد قرار و طاق
قسم نگار از اشتیاق، درون سینه دلم شده چاک
نهاده رویم به راهت ای جان، بشی بنه پامرا بچشمان
که تا به رویم به تا ز مرگان، ز روی پایت عبار و فاشاک
چو جان شیرین در آرزویت، به لب رسیده بخاک کویت
بتا خدا را نمائی رویت، که روح خود را فدایم پاک
بنه علیما سرت به پایش، بکن دل و جان تویم فدایش
پیچ کردن تو از وفایش، که تا ازین خوشوی شرفناک

بخط

ردیف رنگ

صد و از خاطر ملبشو این رنگ
احمد علی آن جوان زیبارنگ

تو راز دار منی، راز از تو پنهان نیست
بیا که با تو هم راز خویش از دل تنگ

حریف سخن سنج و نکته دان بچید
نوران همه باشد پشت از پالنگ

سه چیز خواهم و در دل مرا پند آند
یکی کتاب دوم آب و یار زیبارنگ

این سه چیز میسر نمود ای همراز
ز مجلس و ماض کن آن بت خوش رنگ

کسی که حروف ملامت نهد به گفته مرا
محقق است که زور ادبیست همچون سنگ

رنگددم بخت بر مراد دل
لیم پاره کند پیر بن رود از رنگ

مدتی شد که زمین دور شد آن گندم رنگ
بهر او خیره شده چشم و قدم همچون چنگ

ما که پوشیده نقاب از نظرم آن دلدار
کی غلغله در ولم از تیر فراخش چو خدنگ

دم بدم بلینمت ای سرو خرامان چه کنم
منزلت دورا وجودم متکسر، پالنگ

هر چه می سوزم و می نالم و می گریم زار
اشری نیست دران دل که بود سخت از سنگ

لبنفوای دلبر بی مهر و جفا کارِ عظیم
شهر زندان شده بی روئی تو صحرا همه تنگ

ردیف دل

دلبر من پائی تا سر گل بود، بی خار گل
اصل گل، خلقت گل و عادت گل و اطوار گل

هست چون از نور حق پیدا ازان دارد شرف
طینتش گل، زینتش گل، فعل گل، کردار گل

رفت در یک شب به نه طباق افلاک از زمین
رفتنش گل، دلش گل، اسپ خوش رفتار گل

مسکن و ما و امی او چون مکه و بطحا اُبدند
مکه گل، خانه گل و بطحا گل و دیوار گل

با چنین قدری که حق دادش ز اول تا ابد
زندگی گل در لحد گل، یوم آخر کار گل

از چنین شاہی بی خوابد کسی این چنین
مرگ گل، گورش گل و آن پریش بازار گل

یار گو یا سر زده از گلشن گلزار گل
زان نماید پای تا سر جان آن دلدار گل

وصف یار خود بگویم وز جمال خوب رو
زلف گل، کاکل گل و سر پیچ گل، بر تار گل
جلوه دارد چون قمر پیشانی دلدار من
چشم گل، سر مه گل و آن غمزه خو خوار گل

ابروانش چون کمان، مژگان چو تیری از فزنگ
گل زوقن لب با گل و دهنش گل و گفتار گل
جان آن نازک بدن، از نازکی همچون گل است
کتف گل، گردن گل و بینی گل و رخسار گل

گویمیت از ساعد و بازوی آن سیمین بدن
دست گل، ساعد گل و ناخن گل و انظار گل
جای تخت، بادشایان را فراموش کرده ام
سینه گل، پستان گل و آن قد سرو یار گل

از شکم تا زیر ساقش را به مستوری بگو
اوش گل، دومی گل، سیمی، هر یار گل
لبتنواز من از لباس آن نگار ترک من
چادرش گل، پیرهن گل، کفش سیمین کار گل

از روزی که بر جان بسته آن زیبا نگار
حلقه گل طوقش گل و پیر و آن بچی دار گل

مختصر

عبدالرحمن گل بود مسکن پذیر متری
متری گل، عالمش گل، کوچ و بازار گل

شاد علیجی مسکن ملک بلوچی بهفت
گل بلوچی، کهنک ش گل، چشمه گلزار

کردم هوای باغ و تما شای روی گل
تا بشکفتم این دل خود را به بوئی گل

رفتم به باغ دیدم و گل های رنگ رنگ
نشکفت دل ز روی گلونی، ز بوئی گل

دارم گلی که من به دل خود بدامش
رنگش ز گل زیاده و بویش ز بوئی گل

گل را بدست داشتم، آمد پی اش
زان می کنم به هر طرفی جستجوی

گل رفت، بوئی رفت، غزان باغ را گرفت
زان می کشد علیتم به دل های بوئی گل

گل

از مقدم منتشر فست، ای صاحب
جان من و خیال من و صدقه باد

وصفت نیاید از دهن مسیح و اسنی
لولا که را بر نشان تو فرمود ذوالجلال

نظا هر شد از ظهور تو محسوس بود و کون
 در شرق و غرب، تحت و سما، امین و شمال
 نامت رفیع، منزلتت بس رفیع تر
 قدرت رفیع، برتر ازین جمله قیسل و قوال
 حسن و جمال و سیرت خوبی ترا صفت
 کس را به عقل و هوش نیاید، نه در خیال
 نازند هر کسی بتو آئی خاصه خدا
 بسیار از آن گمان که فرودفته در صفائی
 مشتاق به عالی امت و غم خواری عاصیان
 مجرم علیه السلام را نظر لطف کن بحال

بجز

دیدم یکی جوان، پری روی خوش خصال
 همسر به حسن بیچ نبودش نه در جمال
 با هر کسیش الفت و شیرینی کلام
 خوش خو و خوش نما و سر پای بی مثال
 خوبان همی زدند بسی لاف حسن خود
 لیکن شدند پیش رخسار جملة پایمال
 خوبان این دیا برند ازند همسر
 با او از آنکه طینت او هست با کمال
 با این چنین صفات و به این حسن و لظریب
 می خواهد رخسار سلیم همه روز و شب و سال



آن خسرو خوبان اگر آید خرامان در نخل

تنگش در آغوش آورم، از شوق چون چادر نخل

برمطلب خود بر کسی، در بر کشیده مهوشی

مطلوب ما باشد بمین، آن ماه تابان در نخل

بهر تماشا بر کسی، سوئی گلستان می رود

مارا به سینه داغها، گشته گلستان در نخل

باد صبا آرد اگر، بوی تراسوئی چمن

بوی تراسوئی گلها به خود دارند پنهان در نخل

خواهم که روی خوب تو بر ساعتی بنیم ولی

مانع ز دیدن می شوند هر دم رقیبان در نخل

آن در بهای بوسه از من اگر خواهش کند

چیزی ندارم در بها، جز دین و ایمان در نخل

نام خدا اندر دلم، مهر پیمبر حاسلم

من سخت و محکم کرده ام ز بخیر قرآن در نخل

این در ردیف آن غزل گفتت قدسی چون عمل

دارم دلی اما چه دل صد گونه حرمان در نخل

قدسی ندانم چون شود سودای با زار جزا

اد نقد آرزوش بکف من جنس عصیان در نخل

روز قیامت ای علیم، بهر کس ز جیب خود کند

نقد عمل بائی نکو، من دست حرمان در نخل



باد صبا اگر به روی جانب شمال
دعوات و اسلمه برسان از دل لال

آنجا برو سلام رسان از من غریب

اول به عالمی که بود صاحب کمال

آن عالمی که نیت حر لغینش به علم کس

نام عزیز او الف و حا و میم و دال

بسم بعد از آن سلام بر اخوان او بخوان

ظلمت شما مباد ازین فرقی مازوال

پس بعد از آن رسان تو بفرزند من سلام

کورا سپرده ایم به خلاق لایزال

ماهی دوشد که یاد نیار می ز ما گهی

بیرون نمی شوی تو مرا یک دم از خیال

هستند سهر بی تو به تحقیق گوش کن

ادعیه بای و افره ما و پیره زال

خواهیم از خدا که شوی صاحب علوم

جابهت نصیب باد و گر روزی حلال

از آفت زمانه و آزار می بدن

باشی تو در انان خدا جمله ماه و سال

روشن دو دیده کن تو بدید از خود مرا

تا سیر چشمم گردم و بسم یا بخت وصال

روزانه و شبانه دعا می کند علیهم
باشند دشمنان تو مقهور و پائمال

ردیف (م)

ای خواجه شرق و غرب، من عاشقِ روی توام
شاه مدینه هم عرب، من عاشقِ روی توام

ای دلبر شیرین کلام، ای مه رُخی بدر تمام
ای سیدِ خیرالانام، من عاشقِ روی توام

ای شا بدمه روی من، وی لصبتی خوشبوی من
لب پائی نو دار روی من، من عاشقِ روی توام

وصف ترا کرده خدا، لولاک فرموده ترا
ناید صفت از من گدا، من عاشقِ روی توام

بگذشت بر من سالها، عرضت نمودم حالها
فریاد کردم بارها، من عاشقِ روی توام

در این سر از رحمت توئی، در آن سر راحت توئی
کفار را از رحمت توئی، من عاشقِ روی توام

ای آنکه نامت شد کریم، ساقی جنات لنعیم
امید دارت شد علیهم، من عاشقِ روی توام



شبی رو در سما کردم، سمارا با صفا دیدم
به چشم دل درو دیدم، همه صنع خدا دیدم

رد جوان، منتخری بازیره و پروین
را در چنین حالت، بعد نشو و نما دیدم

اگر خورشید و مهتاب ست، و گردنیا و ما فیها
اگر جنت و گردوزخ، ز روی مصطفی دیدم

من گنہگارم، سیه رو و تبه کارم
ت را ز بیخبر، بدرگاه و خدا دیدم

ز عصیان فی که من دارم، ندارد کس درین عالم
ولی زان شافع محشر، گنہ رازان دو دیدم

عاصیان و مذنبان از امت سرور
کای مهربان، دو م رسول مجتبی دیدم

به ذیل پاک اومی زن علیما دست امیت
فرومگذار ز بلیش را که رخت زان شفا دیدم



و ای صنما! که جان نثار کنم
هر قدمت دیده با غبار کنم

بوقت آمدنت سوئی من ز کثرت شوق
بگیرمت به بغل هم ترا کنار کنم

ست طوبی و شمشاد رانه باشد قد

رکانه به سرو و نه با چنار کنم

فتاده ام به میان سگان کوی تو دوست
مرادم ست که خود را در آن شمار کنم

اگر نیا ششم کلبی ز آستان دست
تو خود بگو که بغیر این دیگر چه کار کنم

رو بهشت، ره دوزخم چون بنمای
بر آن ره بی که توئی آن ره اظہار

توئی چو رحمت عالم عظیم می شوی
به رحمت تو دل و جان امیدوار کنم

بجز

ز غمهای که در دل دارم آن اظهار می خوا
ز پیش مرده دلها بل دل بیداری خوا

بیارید آن طبیب را بسر و قتی ز من حیران
که من بیمار دیدارم یکی دیدار می خواهم

ندارم آرزو در دل دیگر مقصد به فنا
مگر حرفی به شیرینی ز لعل یاری خوا

اگر عالم سر و ششم گردند با کی نیست
که من هر ساعتی لطفی از آن دلدار می خواهم

ششم در غم رود، روزم بعد اندوه
خداوند او صالحش را بعد تکرار می خوا

چه ظلم است این که گل در دست اغیار من محروم
جدا می در میان یار و آن اغیار می خواهم

علیما تابی در وی کشتی از جور اغیار
ز درگاه خداوندی خراب و خوار می خوا



گم شده را بین که کجای می بردم
 و خانه نصیحتی بلا می بردم
 دل که مملو شده از عشق نگاری مهر
 این زمان بر سر یازده سزای بردم
 گردن شوقم رستی آن دلداد
 طراجم خبری نه که کجای می بردم
 واعظا چند دمی بند ز عشق رخ یار
 مهر و لیش بخند اسوی دفای بردم
 پند مده در مشکین برسدان
 اوست که چون باد صبا می بردم
 بد مکن خاطر خود را و ملامت بر ما
 به یقین دانم و کین ره بصفا می بردم
 لا کرد علیما از ره ملامت به چپ
 بن راه به سوی شهر شما می بردم



در حسن خوب مه و نشان گل را تماشا می کنم
 در روی زیبا گل رخسار گل را تماشا می کنم
 می زیبا پیکر آن گریه بگری پریسند تو
 که در گلزار تو گل را تماشا می کنم

برده ز رخ ز بیبا نگر پر سده می بینی؟ بگو.

من در گلستان رخت گل را تماشا می کنم

گر ناز بینی بنگری نظاره کن در روی او

پُر سده چه را بینی؟ بگو گل را تماشا می کنم

گر بگذرد سیمین بری استاده شو نظاره کن

گولش مکش بر قه بر و گل را تماشا می کنم

در روی خوبان ای علیم نظاره کن گویند اگر

بهر چه می بینی؟ بگو گل را تماشا می کنم

بیاد روی تو من ناله های زار کنم

اگر به بلینمت ای دوست پس سه کار کنم

زناله بس نه کنم مهر تو بر و نازد

به چرخ گرد دست گردم و نثار کنم

چرا به سمع نیاری تو ناله های مرا

اگر چه قافله ناله بر قطار کنم

تمام عمر با مید دیدنت بگذشت

بگو که تا به کی این گونه انتظار کنم

نمائی روی خودم یک شبی برای خدا

مگر به دیدن رویت به دل قرار کنم

ندارم از عمل نیک جز گنجه گاری

که خویش را بر حق با تو بی میار کنم

مگر بفضلِ خدا و شفاعتِ تو رسول
 دلی که عرقِ گناه است امیدوار کنم
 علیم فضلِ خدا خواهد و به حرمتِ تو
 که جانِ خویش ز عرقاب بر کنار کنم

ز عشقِ رویِ تویی حال گشتم
 ستم یا می ترا پامال گشتم
 از آن روزی که دلِ دایم بر رویت
 قرین با درد و غم ده سال گشتم
 به عمری آرزوی دیدنت را
 ندیدم هیچ لب بتخال گشتم
 به مهرت من جوانی صرف کردم
 کنون پیر و ضعیف و زال گشتم
 به شیرینی ز بانم بد گهر سنج
 ولی از جورِ هجرت لال گشتم
 نصیبم بود هر دم نیک فالی
 ولی از محنتت بد فال گشتم
 نشان مندم به تیر غمزه کردی
 به دل سوراخ چون غوبال گشتم
 علیی را ز دل بیرون نه باشی
 از آن هر دم به قتیل و قال گشتم



خیالِ روی تو آمد پسندم
 دیگر با خوب رویان دل نه بندم
 قسم با موی هم آن روی خوبت
 که غیر از روی تو با کس نه خندم
 ندارم دست خود کو تندر عشقت
 اگر سازند صدجا بند بندم
 لب لعلت بکامم گر گذاری
 به و اند خوش نباشد شهید و قدم
 الا دلبر! دمی با من وفا کن
 رو اداری به خواری تا به چندم
 اگر آئی شبی در حجره من
 به وصلت تا بجری مستمندم
 به وصفت تا به کی را نم قلم را
 شود رنگ از صفت کلمک سمندم
 علیهمی را بجان انداختی ناله
 که سوزان در فراقت چون بسندم



مُدّتی شد تا که من رنجی زد و نان می برم
 غصّه یا وجود هاله حدّ پایانی برم

سالها شد تا که آزارم دهد آن بی ادب
تا با از جو برشان در پیش سبحان می برم
لے گناہی نے کہ نقصانی بہ او شان داده ام
بر دل خود و اغنبا ظاہر نمایان می برم
نیستم ظالم. بہ ایشان نے تر ظلم کرده ام
ناحق و بیجا جفا ہا بی شمار ان می برم
روز و شب در سعی آزارم ہی کوشند یک
من درین سعیم کفایت نزد بزدان می برم
گردارم اندرین عالم کفایت را کوان
در قیامت انتقامش را بہ میدان می برم
گر عدو رحمی ندارد خالق من را حمست
بر در جبار امید فراوان می برم
انتقام این عدو را از خدا خواہد علیم
ایچ امداد از امیرونے رشاہاں می برم



من ترک عشق بازی دلبر نمی کنم
پر و ای زخم نشتر و خنجر نمی کنم
آن قامت بلند که شمشاد را بود
باقامت نگار بر ابر نمی کنم
آن یار من نہ ماہ بود نے پری نہ حور
نسبت بہ روی دوست بدیں خور نمی کنم

شیرین ترست لعل تو از شکر و نبات
 لعل تو را برابری شکر نمی کنم
 ناصح به بندگفت مرا عاقلی میکنی
 بالست که گوش و سوش بدین نمیکنم
 گفتم ز شرح عشق تو بس یک فنارنی
 من بعد ازین بیان چه مگر نمیکنم
 حرفی اگر رقیب علیما بگویدت
 کان یار بی وفا شده باور نمیکنم

درد مندم بگو چه چاره کنم
 رنج خود با که آشکاره کنم
 صنایع از غم تو من مردم
 سر خود را بسنگ خاره کنم
 عقلم از سر برفت صبر از دل
 پیرهن از غم تو پاره کنم
 هر دو چشممان در گین ترا
 من سر و مال خود نشاره کنم
 سخن خوشن از آن لب شکر
 گو که من زنده گی دوباره کنم
 از غمت ای صنم طلبید علیم
 روی بنما که من ننگاره کنم



زین عطاها که من از حضرت سبحان دارم
 به چنان شکر گذارم که بتن جان دارم
 او لینیم که بر اطوار بنی آدم کرد
 که بدل روشنی نور ز ایمان دارم
 شیخی آن که مراد ادب قرآن شرفی
 چارم اسلام که آن فوق بر ادیان دارم
 ز امتان خاص شدم ز امت پیغمبر پاک
 بیج خوفم نه بود گر همه عصیان دارم
 حق بوند جمله مذاهب که خدا پدید کرد
 شکر لله که من آن مذهب نعمان دارم
 هر کسی قبله خود ساخته یک چیزی را
 روی خود جانب آن کعبه روشن دارم
 ز اول روز که من نیست بدم هستم کرد
 تا به امروز چه نعمائی فراوان دارم
 گر شمارم همه نعمائی خدا را بر خود
 به شمارش نه رسم تا چه قدرزان دارم
 آنچه دادست مرا محض عطا و کرمست
 نه به زور و نه تجارت نه به احسان دارم
 رگ و پی موئی علیمی بزندان فریاد
 شکر لله که خدا واحد و رحمان دارم

آنچه از رحم و کرمهای جنده می بینیم
 هیچ بر معصیت خویش سزائی بنیم
 گرد و صد بار ازین خلق گسند حق پیدا
 همه محفوز ازین جبرم و خطای بنیم
 رحمتش بر من و بر جمله خلائق بکسان
 ارحم الراحمین و در هر دو سر می بینیم
 هر چه از حکم و تقضایش برسد بر بنده
 نیست آن ظلم مگر فضل و عطای بنیم
 داد در خلق به هر فرد یکی عادت و خو
 را و مردان خدا جمله صفای بنیم
 غم خوردن زین همه امراض علیما گاهی
 نظر رحمت حق را به شفا می بینیم

در دلفان

دوش گفته به بار گل خندان
 ای دلم را طلبیب و راحت جهان
 روی خود بشاید را به زیر نقاب
 از برای چه می کنی پنهان
 ای صنم : پرده از دست بردار
 تا شود عالی بران حیران

خانه دین من خراب از تو

ساز آبا و خانه ویران

ای علی، مداوم در رنج یار

نیک بنگر به قدرت سبحان

بسم

این چه شوخی است که از راه و وفارفت از من

این چه غمگینی است که بر باد هوا رفت از من

دل من غنچه خون شد ز جفا های جانان

نه شوم ببرد لب سپیان که دور افت از من

روز و شب ناله و فریاد زرد آتش در شش

نه شدش رحم و دو صد ناله صدالت از من

گفته شوی ای میره تا بان! نظری بر ما کن

روی بر تافت لب بد جور و جفا رفت از من

از غم و غری که بدش ملتفتم هیچ نه شد

ایچ معلوم نه شد تا چه خطا رفت از من

من که ده سال کشیدم از جفا های ننگار

حق بر اند که سحر گه چه دعا رفت از من

به مراد دل خود گشت عین خورسند

شکر الله که چنین علم و بشارفت از من

بسم



مرا به سینه چپین آتش است ای جانان؛
 که گرد می به کشتم سوزد این تمام جهان

غمی که از تو بجا غم رود خدا داند
 ز حال من توجه دانی نگار گل خندان

به صبح و شام چو فریاد ناله با دارم
 درون سینه دلم سوخت ز آتش هجران

خدا ترا نه کند واقف از غم دل من
 که از فراق تو بر من چه می رود ای جان

من غریب که دل با ختم بر آن دوست
 بر آن دو چشم بر آن دیو و بر آن دندان

نه رحم در دل و نه ترس از خدا داری
 چرا علیم غمین را نموده ای حیران



جز درد دوست ز باشد دگری بهتر ازین
 من نه دانم که چه گویم خبری بهتر ازین

بخداوند قسم می خورم ای زاهد شهم
 نیست در ملک جهان هیچ دردی بهتر ازین

من به این تازه صدمه دل ندیم بهیهات!
 کس نه دیدست بعالم بشری بهتر ازین



زان زمانی که فلک مادرِ ایام بزراد
 نه چنان زاده به خوبی پسری بهتر ازین
 خوش نباشد به دماغم بخدا مشکِ خلتن
 گر به بویندمرا مشک تری بهتر ازین
 روز محشر چون نباشد به شفاعت خواهی
 از تو بالا شفقت چو پدری بهتر ازین
 نخل امید من از عشق تو غمها بردار
 نه دهد باغ محبت شمری بهتر ازین
 قبله که گیر قلم وصف رخ یار نویس
 به زبان هم صفاتش گو قدری بهتر ازین
 وصف آن مه بکن و همچو شکر شیرین گوی
 زان که نبود به دیانت شکری بهتر ازین
 آئی علیما سوئی آن قبله خود تخف فرست
 ارمغان کن غزلی چون گهری بهتر ازین



إلا آئی گل رخ مه رو نگار نامدار من
 به بیخا دل به بردی آشکارا آئی نگار من
 به یک دیدن که دیدم روی همچو باهتتابت
 به رفت آن صبر از دل وز بدن شد افتاب من
 تو گفتی بهره مندت می کنم از وصل خود روزی
 چه شد یار اترارحمی نه شد بر حال زار من

اگر تیغ جفا در دست گیری بهر قستل من
فدایت باد این جسم ضعیف و ناکار من

کجا ز ابد شود ناله ز عشق ر دیت آئی دلبر
اگر یک جرعه نوشد ز دست گلزار من
علیمی را سراسر سوختی در آتش هجران
چرا یک دم نمی باشی نشسته در کنار من

کلمه

یک چند حرفی گویت در گوش کن آئی جان من
گر عاقلش گردی، یقین هستی تو مردی پُرز فن

اول عبادت را مگر بر بند و در اخلاص کوش
فرمان بری کن شرع را حق گوئی در برانجمن

در وقت بر شام و سحر ذکر خدا کن در حضور
هم گوش بند و چشم بند هم کن کام و دهن

می کن سخن نرم و حزمین عادت بکن خوبی نکو
رحمی بکن بر هر کسی شفققت بکن بر هر بدن

بگزمین یکی علم و ادب، با هر کسی می کن وفا
می کن تواضع پیشگی، لیکن به جای خویشتم

ضد و ضد بیرون کنی از دل تو کینه دور دار
هم دور کن عجب و ریاسم کبر را گردن بزن

با جا بدلان کمتر نشین با عالمان می کن جلوس
جابل رسا ند بوی بد عالم دیدمشک خالق

هم راز باد دشمن مگو، بهم باز مانا و کودکان
 گوئی اگر تو را زرا شهرت نشوی اندر وطن
 سوگند بخورد گر عدو یا زن به رویت باره
 تخلیف دشمن کذب دان باور مکن بر قول زن
 دل علیما خویش را می کن نصیحت پیش را
 جان بزنی این پیش را طعنی به حال کس مزن

بجز

می خواستم ز لطف خدا آئی نگار من
 تا آورد حلال ترا در کنایه من
 گیرم از وصال تو هر دم تمنعی
 آرمت به زیر بغل گلخدا من
 هر چند ناله با و فغان پیش حق زدم
 نشنید ناله های مرا کردگار من
 پیش مادر و پدرت گریه بازدم
 نمی کرده بر دل این بے قرار من
 گفتم مگر دل پدر و مادر تو نرم
 باشند لیک نرم نه شد گشته خار من
 دست پدر به دست درختی ز خار دار
 غم به جان رسید به دل خار خار من
 بخت سیاه بود علیما نصیب کم
 دولت نه شد بکام باشد بته کار من

نائب تو داد محمد لب با خموش کن
رؤیت به سوی ما کن و این حرف گویش کن

با اهل مجلس است اگر ت میل گفتگوست
یک ساعتی به سوئی گدا نیز پوش کن
مسکینم و فقیرم و مفلس درین دیار
عیبم چو ظاهریست تو این ستر پوش کن

باشان و لاتی تو مرا نیست دسترس
مرغان ما بگیر و بخور هر دو نوش کن
دولت چو نیست بنده علیما ترا چه باک
شکری بخوان و پند ز قرآن یوش کن

چون نیستی تو لاتی مجلس به حاضران
بردار خرقه خود به بالای دوش کن
رو کن به مسجد و بنشین بر مکان خویش
ذکر خدا بگوئی و به دل هم تو جوش کن

قرآن بخوان به شوق علیما دگر نماز
می کن ترنجی و در آن هم خروش کن



سلطانی و احدیت در هر دو جهان
آن صالح و قادریت در کون و مکان

عقل و نادان کسی را آید
زور طه فہم خارج ست وزمان

ہر چیز کہ آفریدہ یہ یگانگی خوانند
در ہفت طبق زمین وہم نہ آسمان
انندہ و بینندہ مخلوق توئی
وری نہ ترا شاید ونے جائی و مکان

ہر چیز کہ کردہ کی ویا خواہی کرد
پیش آمدہ پیش آید و با یک فرمان
ریت کہ فریاد زخم پیش ورت
علمی کہ مرا نیست شدم سرگردان

آن علم تراست گرمس زمین نومید
یاہست تعلق بہ زمانی و مکان
ر بند کنم زبان سخوام ہم ز درت
فرست کہ نومید شوم یا رحمان

ناید ز در تو نا امید در دل
بہتر ز در تو نیست در ہر دو جہان
لق بمن آنکہ ہر دمت خواست کنم
قبول کنی دعا و گرنہ کی سبحان

مشرسم آید کہ لب بہ بندم ز طلب
بند می نکند عظیم یک لحظہ زبان



ردیف (و)

آئی دل به کوی دوست بکن یک بهانه رو
با آه و درد و سوز غم بسیرا نه رو

خوشی روی به ناز و به رخ برقع ای صنم
یک بار برقع بر فکن آن گه بخانه رو

جانان به بلین به حال اسیران مستمند
از حجره سر بیرون کن و پس باز خانه رو

خواهی که تاز پای در افستند عالمی
بر روی خویش زلف بکن دانه دانه رو

تیر و کمان بدست بست هر طرف بزن
دلهای عاشقان رخت را نشانده رو

به کوی دوست خواهی اگر تارسی عسکرم
با چشم خون فشان دل چون نمانده نشانده رو

آی جان ابرائی نام خدا یک سخن بگو
از روی لطف یک سخن زان دهن بگو

مطرب نوا بساز، بزبان ارغنون عشق
وصفی ز حسن آن بت کمال پیرهن بگو

با هر صدا که محرابی از سوز عشق یار
تعریف نقش آن بت با همه چکن بگو

ای باد صبح چون به وزی وقت صبحگاه
 ببرد دل خراب خبرزان و وطن بیگونا
 قاصد برو برای خدا پیشین آن صنم
 احوال خسته را نو بان مسافر من بگو
 گویش مکن جفا وستم پیش ازین بمن
 خواهیم رساند داد به نایب حسن بگو
 تنهانه بر جمال تو عاشق شده سلیم
 عاشق شده به روی خوشت مردوزن بگو

ای لاله هر دو دیده جدا می شوی، مشو
 ای سرو نور سپیده جدا می شوی، مشو
 عاشق نه کرده هیچ خطائی به امر تو
 از حرف ناشنیده جدا می شوی، مشو
 خود را از بند گمان درستی گفتم حساب
 از بنده ز رخسار سپیده جدا می شوی، مشو
 گشتی که در سخن می دهمت این زبان چه شد
 چون آهوشی رسید جدا می شوی، مشو
 نخواهد سلیم آنکه تو باشی پیش در گمشاد
 ای دلبر حمیده جدا می شوی، مشو



مرا عمر لیت، آئی دلبر که هستم آشت نائی تو
 تمامی زندگانی صرف کردم از برای ای تو

تو با همه عشق و شادی بخواب ناز در خواب

من از درد و فراق تو روز و شب در پای پای تو

منم بیمار و سرگردان، فرشتان حال از پیجرت
 خدای را یک نگاه بی کن که هستم بینوایی تو

بپرس احوال زارم را که جهان بر لب رسید آخر

شود دور گردنت خاتم که هستم مستلک تو

اگر روزی گذرگاهت به سوی خاک من افتد
 بجای فرشت بگذارم سر اندر زیر پای تو

اگر جهان علیهمی را بیک دیدار بستانی

حالات باد ای دلبر نزاران جان فدای تو

دلیف (۵)

تا مهر آن دل افروز در دل مرا رسیده
 صبر و توان و طاقت از دل مرا رسیده

رسوا شدم به بر شو، افسانه آبه هر گو

از آن دو چشم جادو و خنجر بجان فلیده

خوبان هر دو عالم هر چند خوب رویند
 خصی بدی صباحت خنای نیافریده

ز ماه و آفتاب ست از شرم در حجاب ست
 مثل نگار مارا چشم جهان نه دیده
 صد برگ در گلستان بهم لاله در سیابان
 از تازگی روشن و امان خود در دیده
 کجا باشد ای در یخا گامی نناید مژده
 تا بر جمال خویش روشن کنم دو دیده

آن بادشاه خوبان گر مقصدم ببرسد
 گویم که یک نگار ای شاه بر شزیده
 عاشق به روی خویش از هر طرف بزاران
 در مجمع سگالش این بنده زور خریده

می نال ای علیمادر عشق روی جانان
 تا گردد از دو چشمت خون جگر چکیده



چه دل ست این دل من که شد ست پاره پاره
 دل من چو موم نرم ست دل تو چو سنگ خاره
 اگر ت به زیر خونم و گرت به بزم بنامم
 به دولت اثر نه بینم چه کنم بگو چه چاره
 تو به این جمال و خوبی بنشین ای مقابل
 دو بزار چشمم باید که ترا کنم نظاره
 به تملطفت ده حرفی ز سخن اگر بگویی
 بخدا که نوجوانی به سر آیدم دوباره

ز تو این قدر تملطف که بمن کنی به بنیم
 شودم نصیب و طالع به سعادتتم ستاره
 تو به سوئی من بیای و بمن شوی تو بهم
 به هزار شوق و لذت چو بگسیرمت کناره
 همه مهله و مشان دنیا چو ترا به حسن بلیند
 ز سخاوتی در افتند و شوند خاک پاره
 تو اگر سگان خود را به شمار گه بیاری
 چه شود و عسلیم را اگر بکنی در آن شماره



عمر بگذشت و نگردم هیچ طاعت آه آه
 هیچ کرداری ندارم روزگارم شد تابه
 در بنی آدم نمی بسبب نم کسی از خود بهتر
 بس خجیل بس عاصی و بس مذنب و بس رویا
 تابه کی در راه غفلت می روی آئی نفس شوخ
 در پی نیکان قدم بگذار و ثابت شو به راه
 گر به دل اندیشه داری در قیامت از جزا
 رو بگردان از معاصی توبه کن تو از گناه
 بر کسی گر حق تعالی رشیه از فضل کرد
 گردد و صد خرم کن بهش بهت گردد همچو گاه
 حق تعالی را شریکی نیست در حکم و قضا
 اوست مالک اوست حاکم اوست سلطان اوست

را می همچون خدا و شافع می همچون رسول

غم ندارم عاصیان را بر دو اندیش و پناه

نیت لائق غافل کردن ز یاد حق عظیم

و اگر آیند هر چه هست از پشت ما بی تاباه

✽

من از آن روزی که شد بر فرق من فضل الله

از تفسیر بر سریر عرش می سایم کلاه

او لینم این که بر احوال انسان آفرید

داد ایمان داد قرآن پس بآن بنمود راه

بعد از آن در شمر د از امتان آن رسول

کوست محبوب خدا و جمله عالم را پناه

وصف آن محبوب فاص داوری را گویمت

جمله پیغمبران در پیش او همچون سپاه

فاطمه خاتون جنت نور چشم مصطفی

برگنایان من بیچاره گردد و عذر خواه

ای علیما در دلت حب رسول و آل اوست

غم محو زانده میار و هم ممکن خوف از گناه

بر زمان از غیب آوازی به گوشم می رسد

کاشی علیما از در ما هر چه می خواهی بخواه

✽



گفتم ز دور روی تو دیدن چه فایده

گفتار دیدم بتو دیدن چه فایده

گفتم اگر کنی به عنایم مرا قبول

پیریم دید و گفت خریدن چه فایده

گفتم که عاشقم به رخت ای نگار من

گفتا طناب عشق طسیدن چه فایده

گفتم که عمر باست فغان می کشم ز دل

گفتا فغان باست کشیدن چه فایده

گفتم که جور باز رقیبان کشیده ام

گفتا که جور باست کشیدن چه فایده

گفتم که بوی زلف تو آرزویم صبح

گفتار بوی باد وزیدن چه فایده

گفتم سرم و دست است اگر می بری ببر

گفتا که راس از تو بریدن چه فایده

گفتم علیم و وصل تو خواهد به هر دمی

گفتا خیال بیهوده بچستن چه فایده



یارب نگاه دارم از ششرا این زمانه

کین رفت نه باز هر سو افتاده در میان

مغنی ز خود پسندی و سرگرائی خود
 بر جا بود غریبی از وی گسند کرانه

جز غیبتی غریبان چیزی دیگر نه گویند
 فکری نه از قیامت اخوفی نه از یگانه

من گره پاکبازم شب روز در نمازم
 مردم گسند غیبت روزانه و شبانه

گفتم مگر شریفیم با مردمان حریفیم
 اندر زبان بد گوافتاده در فسانه

زیار و از عزیزان بستم ره و فارا
 ایشان ره جفارا بستند جاودانه

هر چند سعی کردم اندر فرار این قوم
 تا گوشه نشینم بسینم درون خانه

سعیم نه شد میسر حاصل نه شد مرا دم
 افتاده ام به شهرت در حلق چون نشانه

بر خیز ای سلیمان بر حکم حق رضاده
 تا بر چه پیشیت آید سر نه بر آستانه

جهان آمد نگارِ نوشاب آهسته آهسته
 مرا انداخت اندر پیچ و تاب آهسته آهسته

چو دیدم روی زیبایش بشد صبر و قرار من
 شدم سوزان همانند کباب آهسته آهسته

به زنجیر دوزخم ببند کرد آن ماه در عناقده
به تار عنکبوتی چون ز باب آهسته آهسته

بگفتم دل ز من بر دی بکن دلدار می با من
به ز می لب نمی گفت این جواب آهسته آهسته

که ای نادان! مگر رسم پری رویان نمی دانی
که می سازند عاشق را خمر آب آهسته آهسته

به زاری گفتمش بهر خدا بنمائی رویت را
نمایان کرد رخ ز می نقاب آهسته آهسته

مگر دان زو عیلم از جواب تلخ آن دلبر
مگر آرد ترا اندر حساب آهسته آهسته



ای به قدر چون سرو نازی آئی به خوبی بچو ماه
چشم را کمتر سیه کن خود سیاه ست و سیاه

ز لطف را چون شانه کردی پس بر رخ انداختی
روز را در شب گرفتی حال عاشق شد تنباه

گر به این خوبی بر آئی از برای دیدنت
ز ابد صد ساله بیرون می شود از خانقاه

جمله خوبان پیش رویت از کمینزک کمتر اند
چاکران در گه اند آن صاحبان ناک و جاه

خوب رویان جهان هر چند بپریم اند لیک
می چشانند از وصال خویش حشمتی گاه گاه

۱۹۱
ای که تو بر جمله خوبان همچو باهی یا چو خور
پرده بکش روی بنما کن به حالی من نگاه

گر غلغله می را به تیغ ناز بسمل می کنی
خدا دهم فرمان برم در امر دارم برده

روزی به کوئی دلبر رفتم به یک بهانه
تا سیر چشم بسینم آن گوهر یگانه

دیدم که شسته سر را در موئی شان می زد
دل چاکه شد مرا چون دندانه های شان
پس بجز شان کون آن موئی را در آویخت
پوشیده رو بان مو کردش چو دانه دانه

آئینه شرمه آور و چشمه مان خود سیر کرد
بنشسته بر روی خود تنگمیه بر آستانه
گفتم که ای نگار! دل پرده ای تو ساز
خوش کن دل تنگم با ما بگو ترانه

هر که که بنیت رود و ان چشمهای بادو
بر می کشم ز سین این شعر عاشقانه
گفتا سخن مگو باز با من مشو تو بجز از
نوبیدمت و غل باز با ما مگو فسانه

بگذاشتم دل خود بر آستانه او
تا هر دمی ز مرغان بر دل زند شاه

خوابی عظیم و صلش تاحی کند نصیبت
تیرد عابه بهردم سولش بکن روانه



شروع می کنم این نامه را به بسم الله

کنم تضرع و زاری به بارگاه اله

برم شفیق و بزرگوار ذات بی چولش

یکی رسول و دوم حضرت کلام الله

که در درنج و بلا از وجود من به برد

به حرمت و شرف خانه تو بیت الله

شفای تا ادبی هم سلامتی ایمان

عمل ز نیک بخوابم ز رحم و فضل الله

به عمر باشد ام عاصی و گنه گارش

چرا پناه نه خوابم از صبح و بگاه

اگر چه خلق کثیر اند در گنه کاری

میان جمع گنه گارش علیهم الله



افتاده خیال در خلیه

آمد چه زمانه ذلیل

شهر لیت همه ز ابهام بپد

و انا طسبی در وقتیل

چاری ز بهائم مخالف
جمع آمده چون یک قبیله
افزود مرا از صحبت نشان
حیرت که چنان شده قبیله
نتوان که کنند فرقی کردن
از مردم نیک و وز ذلیل
هرگز نشود مدیسرت کار
بی زردگر بکر و حیل

یارب تو به کار سازی خود
کارم تو بساز کن وسیله
بیچاره عسکیم شد فرشتیان
بنواز به رحمت جمیل

روئی تو شمع است و گزین ماه
من شده دیوانه و گم کرده راه
آئینه بردار رخ خود نگر
تا که نشود آئینه بر تو گواه
قدمت را سرو بخوانم خطاست
سرو برابر نه شود بیچ گاه
بیشم غزال تو مرا زار کرد
گشت به تیر مشه ات بیگناه

به نشود در رخ من از سحر کس
گشته گرفتار بلا آه آه

سر به تفسیر بزم خم بر فلک
نیم نظر گر بگردد بادشاه

پیش تو آورده ^{علیهی} نیاز
جائی و همش در کسوف خود پناه

دلپنداری

زاهد تو روی تازه خوبان نه دیده‌ی

ناز و کرشمه‌های فراوان نه دیده‌ی

سوزت گوی به جان نه رسیده ز نار عشق

بر دل غلیده ناولک مرگان نه دیده‌ی

نه نشسته‌ی مقابل آن روی آفتاب

چشممان شوخ و آن لب و دندان نه دیده‌ی

نه در سر ترا شده نه تب ترا بجان

گامی جمال آن مهربانان نه دیده‌ی

بیغم ز شام تا به سحر خفت کی قرار

در نیم شب تو خواب پریشان نه دیده‌ی

در عشق بازی ام تو ملامت مکن که من

دیدم چه لذتی که به چشمان نه دیده‌ی

ز ابد زبان به بند مکن طعن بر غلیم
رفقار کبک و ناز خرامان ندیده ای



خوایم که روی خوب تو بسیم گوی گوی
لیکن چه چاره آن که ندارم راهی
گویند ز ابدان که ترا دل ز کف که برد
گویم که سروری ست جهان را شوی سهی
با مهر و ماه نسبت او چون کنم که اوست
به ز آفتاب و خوب تر از مهبی مهبی
خوبان روزگار چو خاک اند بردش
کواز پری زیاده ز حوران بهی بهی
نرگس بر ابری نه کند باد و چشم یار
باقدر آن نگار ز سر و سهی سهی
غنهای یار بر دلم از حد زیاده شد
از عشق او فتاده میان چهی چهی
چون عا شق جمال چو ماهش شده آ
بخشش رفیق گشت سعادت ز بخاری



دل برده ز من لاله رخ سوزدانی
شماره قدی سخن بری موی میانی

سنگین دلمی خوش بیتی کبک خرامی
 یلایوس و شی گل منشی تازه جوانی

خویشید و شی مبه صفتی زبیره حسینی

نازک بدنی خوش دقتی روح روانی

بیرحم دلی ناز کنی جلوه نمائی

گل پیرمینی عشوه گری آفت جانی
 رخ بچو قمر موی کمر بوی چو عنبر

غنچه دهنی لب شکر ی شهید زبانی

چشمان خماریش دگر آن مژده چون تیر

ابر و چو بلال مبه نو یا چو کمانی

بر کس که رخش دید گفت که به تحقیق

کو هست پری زاده و یا حور جانی

در سال و مبه و روز و شب و دیدم آن مبه

از خاطر من محو ز شد بیچ زبانی

تنهانه به رویش شده دیوانه علی

آشفته و دیوانه او گشته بهانی



ماه من این چرب و این چه زرخزان داری

روی چون ماه شب کامل و تابان داری

چشم آه لب دار و دهن آب حیات

در دلم دل شده مرا مریم و درمان داری

مَن بے مثلِ تو نازم که توئی خرمِ حَسَن
 خوشه چین یا بیمه چون یوسفِ کنعان داری
 صییتِ جاہت که فتادست بملک و ملکوت
 چاکرِ در بخدا جمله شاهان داری
 لافِ عشقت چه زخمِ این من آلوده بجاک
 که تو عاشقِ به رخت حضرت سبحان داری
 قاف تا قافِ جهان عاشق و حیران تواند
 بس چو من بسته زلفین پریشان داری
 حدّ من نیست که تعریفِ جمالت گویم
 که تو تعریفِ برون از حدّ انسان داری
 این ردیف از غزلِ قبله دارین من است
 ماہِ من رویِ چو خورشید درخشان داری
 بس کن آئی بندہ علیما مکن این بی ادبی
 تو کجا طاقتِ آن لریک خوشخوان داری

✽
 آئی قادرِ غفارِ من بیمارِ باکم تا به کی
 آئی غافرِ ستارِ من بیمارِ باغتم تا به کی
 از چشمها گشتم ضریرِ وز دردِ باغتم اسیر
 بخشائی بر من آئی کبیرِ بیمارِ باکم تا به کی
 تو عالمی بر دردِ من بر حالِ زارِ زرد من
 از بے کسی و فردِ من بیمارِ باغتم تا به کی

از غیب کن دار و مرا زین رنجهایم ده شفا
این حاجتم را کن دوای بیمار باشم تا به کی

زین دردها برهان مرا روشن کنی چشمان مرا
از دل بکش ارمان مرا بیمار باشم تا به کی

هستی تو بیشک داورم برست اکثر باورم
در پیش تو عجز آورم بیمار باشم تا به کی

باشد علیهمی بنده ات در بندگان شرمند
از خوف بس لرزنده ات بیمار باشم تا به کی

در حرف کن نیاید همچون تو نامداری
در هر دو کون عالم بی چون تو تاجداری

خوبان همه خجالت افکنده سر به پشت
هر یک ز شرم خود سر برده فرو به غاری

ما وصف روی خوبت دیدیم در شمائل
افتاده از جمالت در سر مرا خمار می

بظنا هر ز صلب آدم گر چه بیا فریدت
نور تو شد هویدا از فضل کرد گاری

در گلستان نرویدنی در چمن بر آید
مانند روی تو گل در هیچ نوپساری

از کان برون نیاید مانند گوهر تو
لے از صدف درخشان لولوی آبداری

در بوستان ندیدم سرو می ترا برابر
 مثل قدرت نه باشد در هیچ مرغزاری
 نه در ملک نه در حور نه در پری نه زان
 در شش جهت نباشد همچون تو خال داری
 هر کس که منکر آید از عاشقی ز ویش
 بدبخت و مگرش دان برگشته روزگاری
 بر درگش عیلامی کن تو غوغوی سگ
 باشد که در سگانت آرد یکی شماری



من بدیدم صنمی ماه رخ زیبای
 خوش قدی عشوه گری شو مگری رعنائی
 دل و دین برده ز کف حسن بتی بنما
 بار و چنمان حمارین و تن سیمای
 بالف نسبت قدش نتوان نه با سرو
 در جهان هیچ کسی نیست بدین بالائی
 نیست کس در دو جهان چو تو شرفناک عزیز
 ز که در عالم بالا و نه دیگر جای
 آن چه مخلوقی دو کوئی ست بر ویش مفتون
 هر طرف ناله و فریاد از غوغای
 صفت حسن وی این نیست که من می گویم
 آفتابی ست به هر شوی جهان پیدای

آئی کہ عالی نسب لطف و کرم منظر است
 نظر لطف کنی گر بہ علیہی گاہی



خوش دلبر کی دیدم مانند زلیخائی
 من و امتق و محبتش اولی و عذرائی

قرص رخ ماہ او در عنایت زیبائی
 درد لبری و خوبی کس نیست دل آرائی

ترخ در و گوہر ریشکست لب لعش
 کس نیست درین عالم با این رخ زیبائی

در آتش عشق اومی سوزم و می نالم
 بر حال منش ہرگز نہ ترس نہ پروائی

اندلس راہ او بنشینم و عمری چند
 باشد کہ نہی روزی بفرقی سرم پای

او صاف رخ خویش از بندہ علیہی برس
 نامد بہ نظر اورا چون او بت رعنائی



جائی نشسته بودم آمد کی نگاری
 بہشت در کلام باروی گل اناری

بر خواندن کتابم از شوق گوش می داشت
 می دید جانب من با چشم چون خماری

در چشم خود ز سرمه دار و ز من طلب کرد
 دادم به چشم خویش از میل یک دو باری
 گفتم ای سیر گشتم یک دم عنایتی کن
 و بر دارم از سینه وز دل بپرغباری
 داروی در دمار از کنج لب ادا کن
 باشد که سیر گروم از بوس از کناری
 دیوانه شد علمی از حسن با کمالت
 باری بده تو اورا از وصل خود قراری



رای احمد سخن دان شعری چو آب داری
 نطقی چو عذب شیرین هم با صواب داری
 با تو جفا ندارم با تو عتاب هرگز
 نه کنی اگر تو باور ضامن کتاب داری
 نفقده خاطر من از تو مسلل گاهی
 زیر آنکه در وجودت بوی گلاب داری
 چرخت به کام باد آنجنت غلام آباد
 تا بر کسی کشندت از جان رکاب داری
 می خوان به سوی خویشم مرهم بنه به رشیم
 بخششی عسیم را اگر میل ثواب داری





دلم برده بیک دیدن نگارین سپه موی
شکارم کرد در دام خودم افگندمه روی

به مژگان تیر ناوک ز دانی سو فاد اندزل
شدم مدسپوش چون مجنون ز نم هر دم بهیای روی
چو فرصت بود رویش دیان چون غنچه از گل
به لبها همچو شکر پای تا سر بود گل روی

صفائی روی جانان را به روی گل کنم نسبت
هلال نوجوانم یا کمان گویم دو ابروی
همی خواهم که بنیم روی آن دلدار را هر دم
ولی مانع مرا باشند رقیبانش ز سر سوئی

به پیری گشتمش عاشق دلم را کرد صید خود
برد آن صبر و طاقت را به سحر چشم جادوی
علیما چند و صفش را نویسی بر ورق تا کجا
سخن کوتاه کن مایه ست یا حور پری نوی



عشق در دل چو کسی را شد جای
کشد او رنج و بلا و صد وای
روز و شب ناله کشد با صد سوز
نشود او سوخته هم سرتا پای

زخم او به ز طبیبان نه شود
 مگر آن نقشِ جمالِ خود در آئی
 منزلِ عاشقِ حیران آنت
 غیرِ کوشش نه کند میلِ سر آئی
 همچو بجنون که گذشت از همه عیب
 ابتاده به در دوست به پای
 راه مقصود به تو پی نه شود
 مگر اکرام کند فضلِ خدای
 راه عشق است خطرناکِ علیم
 فضلِ حق گر شودت راه نمائی



دلم ر بوده پری پسگری دل آرای
 به روی سمجی گلِ ناز لب شکر خای
 چون نیت دل به کفم رفت اختیار از دست
 مثلش جو قیس شدم او مراست لیلای
 به حسن خویش دل خلق می برد به فریب
 درین زمانه خود گشته همچو عذر آئی
 به شب ستاره شماره به روز در تب و تاب
 که می رود همه عمرم به وائی و یلای
 اگر چه سرو برابر قدست در بستان
 به قتی یار نیاید به زیب و بالای

اگرچه خوب بودم ولی ندارم و
نه ابروان کمانی نه چشم شهلائی

غلط تشبیه گل را به روی یار کنند
که نیست زندگی اش را وفا و ابقائی
کنند نسبت زرگس به چشم معشوقان
نه پائیدار نه مانند چشم رعنائی

به این جمال و به این تازگی که یارم هست
ندیده هیچ عینمی به چشم زیبائی



درد مرا چون نیست ز تو دوست تر کسی
ناید مرا به چشم ز تو خوب تر کسی

آئی اگر به مجمع خوبان به حسن خویش
خوبان نیاورند به زیر نظر کسی

شیرینی که در دهن و در لب تو هست
بالله نه خورده و نه چشیده شکر کسی

عشق ترا به سینه چنان داشتم پنهان
پنهان نکرده در دل خود این قدر کسی

از کثرت غموم و دگر درد انتظاری
دارد خبر خدائی ندارد خبر کسی

در ملک دل ز عشق تو به کس نهال نماند
هرگز نه چید از و بجز از غم نماند کسی

شوقی که از جمال تو دارد به دل عسکیم
شوقی نه دید هیچ درون دگر کسی



صورت خوب چون پری داری
روئی چون ماه و انوری داری
دیدمت بر بلندئی سر بام
خوشنما و به زیب و زرکاری
زدهئی بر دل من از چشمان
زخمهای شدید و بیم کاری
گفتمش چیست نامت ای دلدار
گفت نام من ست مرواری
گفتمش باش با من بیدل
گفت دارم من از تو بسیزی
التفاتی نه کرد زود گذشت
هیچ با من نه کرد و دلداری
این زمان با غمش شدم نالان
بگذر و عمر من به صد خواری
پرو و شب در فراق او نالم
اشکم از دیده با شده جاری
دل و جان عسکیم می کا بد
گر تو باور بنام حق داری



آی آن که مصور و نگارنده نوی
یک قطره ز نیستی بر آرنده نوی

ابر آوری و برق سنی و ز پس لرعد
از سوئی سما آب بر آرنده نوی
از آتش سرخ و تیغ بختی تو نجات
از جمله بلا نگاه دارنده نوی

کار تو ز عقیق آدمی بیرون است
نه طاق بغیر تنبہ دارنده نوی
گر لایق بخششت نباشم من زار
در لطف عمیم خود در آرنده نوی
بخششای عظیم را گنایان ز کرم
بگذر تو از او که در گذارنده نوی

بجز

مرا که هست ز اعمال نیک دست تهی
که نیست از حسنا تم بغیر رو سیاهی
اگر چه معصیتیم از شمار بیرون
رجاء کثیر ز حق دارم و ز فضل
امید واری بسیار از خدا دارم
بداردم به ره نیک دور از بهی
بوقت نزع است بداردم ایمان
به گور و حشر خدا یا تو خواری ام ندم

وقت و عمل نیک استوارم دارم
 ندیده درین عمر خویشین کار بی
 عسیم ترک کرده این اختلاط گورته نشین
 که از ملامت مخلوق یک سره بر بی

بتر صفات بخوانم چکی چکی
 صفات را نتوانم چکی چکی
 بی تشبیه سازده طبق را تو داشتی
 در حکمت تو گنگ ز باغم چکی چکی
 روز بر ز حال حلاقی ترا خبر
 خلق آشکاره نهی نم چکی چکی

جانم ضعیف گشت ز امراض فلان
 معلومی از عیان و بیانم چکی چکی
 درد پا و ضعف بصر و دگر مرض
 فضل خویش زین بر باغم چکی چکی

ز امراض مختلفه در بدن مرست
 در تن سلامتی بد باغم چکی چکی

بیان سلامتی بد هم وز عذاب گور
 سان کنی که خوار منم چکی چکی
 کمتر ز بندگان دسکانتی
 بشمار در قطار سگانم چکی چکی



دل ز من برده پری چهره بت خو خواری
لب شکر عنجه دهن سیم ذقن دلداری

بر دو گیسوی سیاهش چو فتاده بر پشت

گوئی اخفته به هر بازوی او شمشیری

باد و چشمانِ خمارین و دو ابروی بلال

کشته افتاده از آن هر طرفی بسیاری

اول بعد ناز بهی رفت قدم بر می داشت

باقدر و قامتی چون سرو بخوش رفتاری

چادر و پیرهنش را به چه تعریف کنم

بر دو منقوش به سوزن شده چون گل کاری

گفتش واله شدم گفت برویاوه مگر

بود کامل به ره عشق بسی عیاری

ز اهدا چند دهمی بند مرا در ره عشق

مطلبم نیست درین عشق بجز دیداری

گر بی پرسی ز علیمی که چرا غمگین

گویمت در دل خود دارم از دهنه خارا



که رساند این دعا را بر آن ممتدای

که بیارود از دهنش بجواب خوش پیامی

که بگوید از دها تخم به جناب اظهر او
 که غریب تو به هر دم برساندت سلامی
 به نشیندش مقابل ز زبان من بگوید
 که منت بیاد آرم به صبح و هم بپشامی
 تو ز جاه و منزل خود به نظر مرا نیاری
 که منم ز امتنانت به حساب ازدوامی
 تو ببلطف خود نظر کن به نگر به حال زادم
 به مراد دل رسا نم به اشارت تمامی
 تو بگو که ای عیسیا خدا را بخوانم
 که شود مرادت آسان چه به فیض یامنای



مَنَاجَات

خدا یا بناز م خدا بیست را
تکبیر تجبیر الهیت را

خدا یا خدایِ تکبیر تراست

تو انائی و هم تجبیر تراست

تو هم واحدی لا شریکی به ذات

ترا لایق است این ثنا و صفات

و لم یولد و لم یلد شابهت

نه کفو و وزیر و نه کس جا بدت

نه خوردن ترا و نه غفلت ترا

نه خفتن ترا و نه کسالت ترا

عنسی بادشاهی و ملک کبیر

نه باشی تو محتاج نه تو فقیر

تو هر چیز را خالق در دو کون

زهر جنس پیدا کنی لون لون

تو عالم به مخلوقی بالا وزیر

تو دانا به حالی به زودی تدبیر

اگر عظمتی داده می آن توئی

اگر ذلتی داده می آن توئی

اگر زیر و بالا کنی حکم تست

و اگر خوب و اعلیٰ کنی حکم تست

کسی را به دولت سرافراختی

کسی را به ذلت تو بنواختی

کسی را دِهی نعمت بچسب

کسی را نه بخش بیگ جُرد آب

یکی را نشانی سرخسنگاه

یکی را تو داری سر بی کلاه

یکی را دِهی عقل و افر به سر

یکی را بله سازی و بی خبر

یکی را به سر می نهی عقل و پوش

یکی پاره سازد زتن جود پوش

یکی را دِهی نیک سختی نصیب

کنی و آن دگر را شقاوت قریب

یکی را نمانی رو راستی

یکی بی ره و آنچه خود خواستی

یکی را نهی راستی بر زبان

یکی را کجی می دِهی در پنهان

یکی را منافق چو شیطان کنی
 ز باننش به کذب و به بهتان کنی
 یکی را دِهی سیرت نیک جوئی
 یکی را دِهی عادت عیب گوئی
 کنی هر چه خواهی به فرمان خود
 تو این حکم را نی به فرمان خود
 نه خالی ز حکمت بود کار تو
 که نیکی ست این جملگی کار تو
 اگر باد و باران و برف آوری
 و آبی ز بالابا به ژرف آوری
 اگر جن بود یا ملک یا بشر
 اگر کوه باشد درخت و حجر
 اگر زرد سرخ و سفید و سیاه
 بر آری بروئی زمین از گیاه
 اگر وحش باشد و گرهار و مور
 اگر ناتوان باشد و یا به زور
 اگر آب و آتش بود باد و خاک
 شنای کنند این همه صاف و پاک
 چه صورت بر آری ز یک قطره آب
 چه گوهر بر آری ز رشتی سحاب

کله بر آری از ان خاک خشک
خوشبوز خوبی بر آری تو مشک

ز بر می بر آری بر شیم چه نرم
کشی از ذبابی غسل را چه گرم
به حکمت بود صانعی کار تو
به قدرت بود حاکمی کار تو

مرا نیست در کار تو دسترس
تو دانی ز آن قدرت خویش بس
به برد و جهانست همه چیز و کس
به وحدانیت می بر آرتد نفس

به وحدانیت استوار آمدند
درین صدق در دل قرار آمدند
ندایم توئی واحد و بی نظیر
رگ و پی مرا می زینند این نظیر

ترا می پرستم کس نمی بندگی
ز من بندگی از تو نبندگی
قدایت را کرده ام من قبول
قنابت قبول و محمد رسول

تو خلقت مرا کرده ای در ازل
مرا هر چه دادی نگر دد بدل

مرا هر چه داد می قبول است بجان

درین عالم است یا چه در آن جهان

ز من عجز و بهم بندگی شایست

ترا عضو و بخشندگی بایست

تجارت نیاورده ام بر درت

مگر عجز و زاری شمارم برت

مرا هر دو می بر آید گناه

به هر ساعتی می کشم ز هیاه

ترا نام بخشنده هست و کریم

تو قیام کن از تو بنده علیم

تو کلا تقضی گفتی در کتاب

امیدی از ان می برم بحیاب

ز تو نا امید می نیاید به دل

که هر چند باشم به رویت خجل

ترا وعده هرگز نباشد خلاف

خطایم به بخشا و جرّم مدان



عجز و نیاز به درگاه بے نیاز

بسم الله زبان را نیز کردم

زبان را پُر بُمَشک آمیز کردم

به نزد حنّالی و هم داورِ من

درین ادعیه باشد یا ویرِ من

پیش آن خداوندِ نیکو کار

رحیم و هم کریم و اوست غفار

ز من عجز و از او باشد تسبیحش

بفضل خود و گریه و سوسش

به قدرت هر چه پیدا کرد او کرد

به علم خود همه زیر و زبر کرد

به شرق و غرب و قطب و هم جنوبی

به او معلوم در علم غیبی

اگر مورسیه اندر شب تار

روان گردد به حالش او خردار

به اندیشه به دلی مردم بکاری

بود معلوم زان اندیشه آری

به پشتی آنچه حیوان پشم دارند

به دانائی بدانند پشم دارند

اگر تخم است و گریز برگ درختان
نباتات زمین و قطره باران

حساب جمله پیش اوست معلوم
به قدرت هم به علم خویش مفهوم

همه ریگ بیابان را بداند
نجوم آسمانها او بداند

به عقل و فهم کس ناید بادراک

ز هر اندیشه ما ذات او پاک

به عقل کند خود هر چند گویم

درین میدان نا پایان بنویم

پس از تحمید آن خلاق بی چون

ز وصف علم من او هست بیرون

دیوان را پر کنم از مشک و عنبر

درود پاک گویم بر پیمبر

ز من بادا به روز صد هزاران

صلوة و هم سلام بیشماران

به اعداد نجومی در سماوات

مشمار می جمله ذرات و نباتات

حساب برگ و شاخ و از درختان

حساب دامه و ریگ بیابان

شماری لشم و موئی جمله حیوان
 شمار ی جنبش و رفتار ایشان
 ز آدم تا قیامت هر که نبوشت
 به رُوئی کاغذ و دیوار یا خشت

حساب تارهای سپیده با فان
 شمار ی کیل و وزن جمله ازمان
 از ان روزی که خالق آفریده
 ز مخلوقات هر چیزی که دیده

شمار جمله حق دانند که چندست
 ز خاک و هم ز فاشاک و چه سنگست
 به ثقل آسمانها و پری آن
 بملاء عرش و کرسی هم پری شان

به وزن کوه با اندر جهانست
 بملاء دوزخ و جنت عیانست
 برین اندازه هر روزی دو صد بار
 درود از من رسائی آئی نکو کار

بر آل و اهل او جمله صحابش
 بر آنانی که بودند در رکابش
 خداوند ابد این و صفی که داری
 به دل هر دم برم آمید واری

نیاید در دلم نوسیدی از تو
 که شیطان می کشد نوسیدی از تو
 سوال و مقصدا را خود بدانی
 نه باشد راز من از تو نهانی
 تو بگشا در گهی بر مقصد من
 به بخش آنچه باشد مطلب من
 تویی معلوم ز اسراری که دارم
 که حاجت نه بیان آن بیارم
 ز عصیان پر علمی راست دفتر
 به بخشا تا نباشم خوار ابتر



پند و نصائح

پند و نصائح^ع

باشو آئی نور دیده های ^ععلیم
نگهدار دت خدائی ^ععلیم

چه برآمد ز مانه غدار
مردوزن گشته اند کج رفتار

ترس در دل نه از خدا دارند

خوف در جان نه از جزا دارند

عیب خود را نگاه می دارند

عیب دیگر به سببه بشمارند

سخنان می کنند نالایق

حرف های زنند ناشایق

تهمتی می نهند بی معنا

دانندش هر که هست او دانا

می گذارند بر مسلمان عیب

شایدی می دهند به علم غیب

هر که در عقل خود عزیز بود

در سخنها و را تمیز بود

عاقبتان در سخن تمیز کنند

فهم در گفته باش نیز کنند

هر که در عقل خویش سست بود

نزد او عیبش درست بود

ابلیسان در زمانه بسیارند

جا بلانش بسی به ضرر دارند

اهل مجلس همه بلو یابند

همه کذاب و عیب جو یابند

سخن جابلان چو گوز خمر

مرد و انا کجا کند باور

همه مردان این زمانه ما

رفته از عقل خویش پاک صفا

چه کند مرد با حیا چه کند

با سخنهائی تا سزا چه کند

چه عجب گفته مرد و فرزانه

"بمچنان ریش بمچنان شانه"

دشمنان صد حیل برانگیزند

که به عاقل رسد هزار گزند

دشمنانم دوا سپه می پویند

همه جا عیب من همی گویند

من نه آنم که دشمنان گویند
بل گنا یان من بهمی شویند
این همه فتنه از زمان خیزد

عقل شیطان ز مکر زن نیم است
عقل مرد اندران سر آیم است
گر ترا عقل و عظم تمیز بود
گویمت عیب زن سه چیز بود

اولیش بود زبان داری
دویمش دوروی و زیان کاری
سومیش عیب زن بود ناموس
بتو گفتم بد از زن محبوس

مرد گوید به زن برو بازار
تو فلان چیز را خریده بیاد
آن نه مرد دست کاینچنین گوید
بل دیوت است دوزخش جوید

زن که در کوچه در رود بازار
بیشکی می رسد با و آزار
آل شیطان به زن رفیق شوند
ره نمایند به او شفیق شوند

بهر یکی از کتاب خود ورقی
می کشاید به زن و بد سبقی
که فسلان جای از جوانانند
مثل تو از حسد ای خوابانند

.....
دگری گویدش بر و بهشتاب
که فسلان جای نعمه است رباب
گر تو آن سنجبار روی ترا بینند
بهر خدمت گریت بخشینند
بهر چه خواهی بجان قبول کنند
بهر تو مال خود فصول کنند
دیگری گویدش که دزدی کن
مال بردار خریج زودی کن

مال مردم ترا حلال بود
گر چه در خانه تو مال بود
گر نیابی ز مال مردم هیچ
نگذاری ز مال شوهر هیچ
گر تو از مال شوهرت بخوری
در دو عالم سلامتی نه بری

بهر یکی راه بد دهد
آخر آن زن رهبری رود در جیم

زن به تعلیم های شیطانی

باز گردد و ز راه رحمانی

زن بود گرچه تنگ قند و نبات

بچکد از دانه اش آب حیات

زن اگر دست و گلاب بود

پاک و صافیش سیم جو آب بود

گوئی بر زن هزار یا نفرین

اوست شاگرد خاص دیو لعین

چند گویم که زن چگونه بود

.....

به زبان گنگ پایش تنگ

خوردن و پوششش باید تنگ

چشمها کور گوشه هایش کور

که نه باشد به هیچ چیز خبر

بر زنی چون ز عیب پاک بود

بر تو نازی کند چه پاک بود

زن حسد اترس باید و به حیا

بی زبان شرم ناک، پاک و صفا

سخنان نرم گوید و شیرین

مرد را خد متی کند هم دین

مرد از صحبتش بود شادان

گاه و بیگاه باللب خندان

من بسی سال برده ام این غم

بیم کشیدم به پشتِ خویش ستم

من طریقِ جفا درین مدت

می کشیدم به جانِ بصد شدت

تا به امروز برد طاقت من

بیم تغیر نمود حالت من

حق بداند که تا یکی این غم

بر دلِ ریش بر کشتم این غم

چونکه امروز برد صبر مرا

خواهم او داد زود اجرم را

و که سعدی عجب گو گفته

اندرین باب گوهری سفته

”زن بد در سرای مرد نکو

بیم درین عالم ست دوزخ او

زینهار از قرین بد زینهار

وَ قِنَارِ بِنَا عَذَابِ النَّارِ

از عسکری ترا سلام بود

یکه از صبح تا به شام بود

آفرین باد بر تو ای سرور
 که برین گفتی کرده می باور
 می فلکند ی به روی دشمن خاک
 پاره می ساختی گریبان چاک
 بلکه بودی به رغبت و به رضا
 گوش می داشتی به طوع و رضا
 نشود بجز هیچ گه مردار
 گر بلیسند از سگان به هزار
 خستم کردم به نامت این گفتار
 ای خدا بخش دامت اغیار
 بهر که پُر سان ز من به نام بود
 بروی از من دو صد سال بود



آنچه در حال زنان این وقت دیده و گفته

شنیدم که دانشوری هوشمند

که می داد با آن زن خیره پند

سخنهای شیرین آن نیک مرد

تا اثر در آن خیره زن هم نکرد

به این گونه می داد پندش به گوش

که به پذیر پندم بکن حلقه گوش

الا ای زن نوجوان هوش کن

ز پیران همی پند در گوش کن

زنان را سه خصلت بود در جهان

که آن هر سه عیبند گویم عیان

یکی سرقت از خانه، دویم زبان

به ناموس بد سر زوالی بدان

زنانی که اندر زمان من اند

ز اولاد ابلیس هم بدتر اند

زنان را ادب نیست امروز شرم

ز جنگش شب و روز بازار گرم

از آنم ز دل می براید غریب

به صورت چو آدم به سیرت چو دیو

زن آن به بود کوی بود بار
که گاهی نه بلیند بجان زخم خار

اگر زن بود راست و خنده روی

همه وقت او خوش بود هم ز شوئی

زن هر دم سخنها می شیرین کند
به شوهر رُخ خویش نسرین کند

شود مرد و پوانه شوئی زن

چو گل می کند هر دم بوی زن

زن خوب چون خوش زبانی کند

چو مرد آید و مهر با فی کند

زن خوش زبانی مرد را خوش کند

ز مهر خود آن مرد بی هوش کند

زن خوش زبانی خوش کند مرد را

ز شوهر برد هم غم و درد را

زن مهر بان بهت آرام دل

بود شوئی را هر هم جان و دل

به خوش طبعی و خنده روی زن

شود مرد آشفته بر روی زن

اگر زن کند مرد را جی و جان

همان زن بر آن مرد باشد گران

اگر زن بود مهره و رخسار ناک
 برایش بود مرد را سینه پاک
 چو خوش طبع شد زن به فرزانی
 کند مرد از عشق دیوانگی
 اگر مرد را زن بود حق شناس
 حلال ست بر زن طعام و لباس
 زنی چون به نسرمان شوهر بود
 از آن زن رضامند داور بود
 اگر زن کند خدمت شو بجان
 شود مرد از او مبدل نوجوان
 اگر مرد را زن بود عیب ناک
 بگرود به شام و سحر درون ناک
 اگر زن بود تنده هم بد زبان
 گریزان بود مرد از او ناگهان
 از آن زن به دست آتش سوز ناک
 چنین زن بگیرد رود زیر ناک
 اگر چه بود چون صدف صاف و پاک
 و را جانی به دست بود زیر ناک
 ز خوبی بدش مرد پاکیزه رو
 ز خانه گریزان بود کوبو

زنی را که بینی زبان است تیز
 ازان زن توانی به صحرا گریز
 کند خوار خود را زین بد زبان
 خوشی را نه بیند به هر دو جهان
 اگر زن بود خوب درد اندام
 در آفاق در حسن افسانه
 چو بد خو بود او نباشد بکار
 ز نزدیکی اش به بود اثر دیار
 به خوشی بد خود شود زن بلاک
 نباشد ازان مرد را هیچ باک
 همان دم رود زن کند دیگری
 بیارد به خانه پر سیسکری
 زدن سر به سندان ز راه خطاست
 ازان بشکند سر که سندان بجاست
 چه خوش گفته مردان پیشین ازین
 که رحمت ز حق باد او را فرین
 " اگر نیک بودی همه کار زن
 زنان را مزین نام بودی نه زن "
 زن و اثر دها هر دو در خاک به
 جهان پاک ازین هر دو ناپاک به

چو زن آوری تو بجان نخت
 نشان ده باو هیت خود دست

اگر سستی آری به کردار زن
 خوری کفش بر سر تو از دست زن
 ترا همچو خر جل و پالان کند
 سوارت شود بر تو جولان کند

بزن زن به چوب و بزن بالکد
 که عبرت پذیری کند تا ابد
 بزن زن به شام و بزن در سحر
 که ناید به راه تو آن ماده خر

علاج خروگاو باشد به چوب
 سرین هاش را می توانی بکوب
 سرین هاش نیلی کن از چوب تر
 و گر پا و پهلوش هم زان بتر

که زن مکر شیطان بیاموخته
 جهانی به فعل بدش سوخته
 که ز نهائی این وقت کور و کوند
 بمانند استر و یا خرید

که از دین خبری نه روزه نماز
 هنوزست بر تو ز بانس دراز

نه از حق بشو هر نه حق خدا
 خبر نیستند از روانا روان
 نه زور را بشو بند و لے دست و پا
 نه بر تن که جامه بود با صفا
 چه باید زنان جمله بی سر شدند
 نه حق می شناسند ا بتر شدند
 من و تو وقت ادیم اندر و حل
 خلاصی نداریم زمین

کنم احتیاطی به کار زنان
 ز بد نامی حلق اندر جهان
 نباشی به تشدی و قهر تمام
 خورد خون دل از تو در صبح و شام
 گهی تند باش و گهی حشمتناک
 گهی سخت رو باش گهی خنده ناک
 گهی برد باری کن و گاه زور
 گهی گرگ باش و گهی هم چو مور
 گهی زهر باش و گهی عیو شهرت
 گهی عهد بشکن گهی بشو بجهت
 گهی نرم دل باش و گهی سنگدل
 گهی دل فراخ و گهی تنگ دل

گهی همچو گل باش و گبه همچو خار
گهی همچو شکر گهی زهر مار
گهی مُشک باش و که بویت کند
گهی قهر باش و که دورت کند

برین خمی و عادت روی گرمدم
پگاه همچو خنسل، شکر وقت شام
اگر هر دوره را نگهبان شوی
تو با عیش و راحت فراوان شوی

چو عبرت نشد زن ازین بندها
تو بگل از و جمله پیوند با
چو شد بد ازین فعلها زایدش
طلاقش بده چون که می بایدش

خدا یا ازین زن بخواهم نجات
که فرموده هُنَّ مِنْ نَاقِصَاتِ

خدا یا نیاری چنین زن به روی
که اوزرشت خو باشد وزرشت روی
ترا این قدر پسند گفتم بگوش
تو بپذیر پسندم لبس آرزوش

مشور سخبه از گفته های علیم
بجان بشنود هر که باشد فهمیم

ازین نکته بائی که من گفتم
به فہش بخوانی کہ در سفت ام



منظوم خطوط

مولوی ملا عبدالغفور قاضی قلات کا غزلی شوقی برائی ما نوشتہ
 سنگ بہ کہنگ فرستادہ۔ بندہ در جواب کا غزلیہ ابیات
 ہذا لصاحب و مولوی مستوفی مدافقیر محمد نوشتہ
 ی او شان فرستادم۔

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ

بہ بسم اللہ کسٹم در اول آغاز
 کہ تا گردم بہ این نامہ سرفراز
 ثنا ی ہم صفت گویم خدا را
 صلوة و ہم سلام آن مصطفی را
 بر اہل بیت و اصحابش تمامی
 کہ در دل دارم ایشان را گرامی
 پس از حمد و پس از نعت پیمبر
 نویسم نامہ ی بامشک و عنبر
 ز مشک و عنبرم باشد سلامی
 بعد عجز و بعد شیرین کلامی

به عزت‌های گوناگون رسانم
سلامی از درون دل بخوانم

..... و آن صاحب تخت

نصیبش باد تخت و تاج و هم بخت

ز اسمش شش صد و چاری تو بشمار

یکی چار و یکی چار و دیگر بار

که چون جمعش کنی آمد خدا داد

رفیقش بخت و با آن جمله اولاد

دوم اسمی در سه بهت بنفاد

دو با چار و یک و سی نیز افزاد

هزاری گیر و بهشتا دی شش و هم

دو صد در پائی اسم او بکن ضم

کسی داند که طبعش را شعورست

که چون جمعش کند عبد الغفورست

سیم اسمی که اول بهت هشتاد

صدی با یک ده و دو صد بیفزاد

چهل با هشتاد بگیر چهل و گر چاد

بکن جمعش فقیر محمد شد اظهار

به هر سه مشفقان دارم نیازی

چنان بر ذمه می هر کس منازی

منم از مصرفان صدقه محسوب
 به محتاجان عطا کردن بود خوب
 خدا فرموده در قرآن ز اهلان
 که من جاء له عشره به اعیان

حدیث سرور عالم چنین است
 که مضمونش به این آیت قرین است
 ازین معنا شما را هست معلوم
 چرا در جنب نان گشتیم محروم

سخن کوتاه که بختتم و از گون است
 نصیب نیست از دستم برون است
 مقدر نیست آن چیزی که خواهم
 مقدر شد نماید روی و رانم

بگردانم قلم را ازین بوسهها
 به شتانی و انعم صدق فرسها
 بگیرم قاسدی از اهل دانش
 و معلم نامه کنم بسیار چالش

ببند شو قلمم این نامه خود
 به دستنگش فرستم خانه خود
 انا اکی نکتة دان و عذب گفتار
 به شیرین لعلی لفظت کردم اقرار

رسید آن نامه خوش عنبرینت
در آن الفاظهای شکرینت

رسید آن نامه عنبرینت
نبود آن نامرات بل وحی

ز شیرینیش گبه بر سر نهادم
گهی بر چشم و گبه در بر نهادم

ز هر لفظش مراقبت بجان
تن پر مرد را آب روان

کریمان را همین رسم است در دهر
که طبعش را نباشد خشم و نه قهر

نظر بر زیر دستان بیش دارند
تر جمها بجان ریش دارند

بزرگی گر بپرمد حال در ویش
خدا افزایدش عزت ز حد بیش

شما باید فرا مو شتم مدارید
با حوال خودم گبه یا دآرید

فنتی اسلمه فی کل یوم
علی الاحبا بنا من کل قوم

تبرکت و کتبت فی یوم الاحد من شهر صفر فی
بعد الالف خمسه و ثلث مایته . علیهم الله عفی الله عنده

(یکم صفر سنه ۱۳۰۵ هجری)

رقعه بنام ملا عبد الرحمن بمتری (به طهری) فرستادم

ببسم الله كنم در اول آغاز

که تا باشم باین نامه سرافراز

شنا و هم صفت گویم خدا را

درود و هم سلام آن مصطفی را

بر اهل بیت و اصحابش تمامی

که در دل دارم این جمله گرامی

پس از حمد و پس از نعت پیمبر

نویسم نامه را بامشک و عنبر

ز مشک و عنبرم باشد سلامی

بعجز و هم نیاز خوشن کلامی

بعزیزت هائی گوناگون رسانم

سلامی از درون دل بخوانم

بگیرم قاصدی از اهل دانش

و هم نامه کنم بسیار چاش

فرستم سوئی شهری بمتری نام

بدست آن فهیم نیک و خوش نام

که آتش چار صدشش دانه بالاء

که باشد عاقل و هم مرد والا

سخن دان ست مملو از نکات ست
 کلام عذب او آب حیات ست
 بدوران نظم او را کس نخواهد
 لغات و نکته اش را کس نداند

بآن نظمی که آید بر زبانش
 نیاید هیچ کس را بر دهنش
 بطبع ناز مینش آفرین باد
 بنطق شکر مینش آفرین باد

که پاک و صاف می باشد ضمیرش
 درین عالم نباشد کس نظیرش
 بگفتم بر زبانش احسن رحمان
 ترا همسر ندیدم کس بدوران

إلا آئی هو شمتی نظم پرور
 سخن دان و سخن سخن و پرورد
 إلا آئی نکته دان و عذب گفتار
 به شیرینی نظمت کردم اقرار

رسید آن نامه خوش عنبرینت
 در آن ابیات بائی شکرینت
 رسید آن نامه و عنبر شمامه
 نبود آن نامه ات بل وحی نام

ز شیرینیش گه بر سر نهادم
گهی بر چشم و گه در بر نهادم

پسند آمد مرا نظم تو بسیار
که نیشش بود همچون در شهر هوار
نیامد در نظر نظمم به کاری
ترا گل و انم و خود را چو خاری
که نظم نیست لایق پیش رویت
که تحفه ارمغان سازم به سویت

که طبع من اگر پُر فن بر آمد
ولیکن در برت پُر سخن بر آمد
سمند تیر من پیشت زبون شد
نه بان شد گنگ و عقل از سر برون شد

خدا داناست نظمت را به خوبی
پسندیدند و دور از صهر عیوبی
که هر کس دید نظمت را پسندید
به رسم نظم من هر کس بخندید
به نظم ناپسند من حسد لایق
تبسم کرده گویند نیست لایق

اگر نظمم ز زهنگاه دورست
سوالی گرا جوایم ضرورست

ولیکن بر طریق آن سوا لست
نوشتم ناموافق از جهالت

به نا چاری زبان خود کشادم

قلم بهیوده بر کاغذ نهادم

معاف دار این بی بروفتی را

به سجنش بر من این بی حرمتی را

کریمان را همین رسم است در دهر

که طبعش را نباشد خشم و صم قهر

نیاری سرزنش را پس به رویم

طریق همسری با تو نه جویم

علیمی تر سدا از آزار موری

ندارد طاقت اید او زوری

ترا باید فرا موشم نداری

به رسم دوستی یادم بیاری

به رسم خط نویسی یاد آورم

منت هم تا حیاتم یاد آورم



رباعیات علیم الدین عفی اللہ عنہ

باد لبر کی مفاہم شد جاہلی
کو بود ز پائی تا بہ سر رعنائی

دل رفت قرار رفت آرام رفت
کو بود بہ حسن خویش چون عذرائی



عاشق شد مش خطِ غلامی دادم
راز دلِ خود بہ او نہانی دادم

گفتا کہ نشانِ عاشقی می خواهم
از چشمِ خودش اشک نشانی دادم



از پیش فدنگِ عشق در جانم بود
نے خواب و خورم بود نہ آرام بود

امروز دو بارہ زخمِ برزخِ زخم زد
امیدِ حیاتِ خویش نتوانم بود



اے بلبلِ باغِ ما کجائی امروز
اے شمع و چراغِ ما کجائی امروز

در سینه بزار داغ دارم از تو
اے مرہمِ داغِ ما کجائی امروز

ای دوست اگر گوی بیپرسی عالم
 شب تا به سحر در دلتوی نام
 می نامم و می سوزم و می گریزم زار
 آشفته به رویت شده از ده سالم

بهر وقت که آورم به دل یا داز تو را
 آید دل و جان من به فریاد از تو
 در عشق تو هیچگاه نیاسودم من
 شادی و نشاطم شده بر باد از تو

گفتم ز دل خویش با و حالی چند
 غمهای گذشته از آن سالی چند
 گفتا به چه چیز من تو آشفته شدی
 گفتم به دو چشم و عارض و حالی چند

آی دانه لعل، لعل پشت بنده
 آی دانه در که در ترا شرمنده
 با هر چه که نسبت کنم ای مه من
 در پیش تو سرنگون بود افکنده

خوبان بزمه خوب، لیک ممتازی تو
در مجمع گل رخان سسرا فزازی تو

هر چند ترا صفت کنم نمی شاید
از سر و بلند باغ خوشش نازی تو

بر عاشق زار خود نظر باید کرد
بر گشته حسن خود گذر باید کرد

بر حسن و جمال خویش مغرور مباش
از دود و دل حسته حذر باید کرد

عمریت که آزر وی وصلت دارم
در دل بوسی بوس و کنارت دارم

هر چند که دریا و نیاری دارم
لیکن شب و روز در خیالت دارم

تامت گل و جاننت گل در خسارت گل
قدت گل و پایت گل در خسارت گل

ایر و گل و مزگان گل و پشیمانیت گل
لب و گل و خنده گل و گفتارت گل



رحمی کن و آزار مده جانم را
 عقلم به سر آرو و پوش ساکنم را
 تا کی کشی ام به تیغ بجزان تا که
 و مسلم بده و قرار و در ما هم را



خوفی تو به دل ز آه پر سوزم کن
 ترسی تو بجان ز قیر دل دوزم کن
 بسیار مده رنج ندارم طاقت
 این شام سیه بدل به یک روزم کن



ای دوست مرا بخوان و بهمانت کن
 سیرا ز لب و از دهان و دندانانت کن
 بر بستر ناز یک دم بنشانم
 با غمزه چشمهات قربانت کن



بالا و بلندی تو ز گل بند بود
 لعل لب تو نبات یا فند بود
 بر زخمم دلم گذار مرهم آیدوست
 عاشق به فغان در دتا چله بود



ای گوهر پاک گوهرت نام بود
چشمان تو از نرگس و بادام بود

چند بوس مرا بده از آن رخسارت
تا این دل بی مراد آرام بود

عمریست که عشق تو به دل داشته‌ام
از تخم محبت به دل کاشته‌ام
مهر تو برون نمی رود از دل من
بر پشت سلامت می که برداشته‌ام

شهر از غم عشق تو نالان گشتم
روزانه به جستجوی تو حیران گشتم
در عشق تو سوختم بمانند کباب
چون سوخت کباب بریان گشتم

دادم من بیچاره به بیقدری دل
کافر منشی، بیخبری، گبری دل
چندی دارم که برکنم زودل را
لیکن چه کنم نمی شود صبری دل



در سینه من غمیت پایانش نیت
در دمی دارم که هیچ در مالش نیت

هر کس به وفا و عهد یاران خورسند
دارم صحنی که هیچ پیمانش نیت



دلدار که ده سال گرفت ارم کرد
صد و اربعه سینه داد افکار کرد

خوش نام بدم به ناقصم رسوا کرد
تندرست بدم ضعیف و بیمار کرد



نادیدن دوست سینه پر خونم کرد
نالنده ز حسب حال بیرونم کرد

در عشق ملامتی کشیدم صد بار
محتاج سخن کشی زهر و دهنم کرد



پلیا تو بگوئی دلیر گم برم در
بیداری دل و جان و طاقت و جسم در

نگر نیست نه عاشق جمانش گشتم
شناخت به هیچ گونه درم را





عمریست که ابتر و فریشان گشتم
 از دست بیت لطیف حیران گشتم
 از عشق جوان نوری گل خندان
 در بند سلامتی ز مردان گشتم



عمری ز فراق یار حیران گشتم
 چون زلف وی از حال پریشان گشتم
 عمرم به بوس گذشت شرمنده شد
 وز کرده خویشتن پشیمان گشتم



جستیم ز عشق یار بهبودی چند
 پختیم با و خیال نابودی چند
 گفتم که مگر قرب و وصالش یابم
 تا در ده بدست خویشتن سودی چند



پشیمانی آوردن و روی بر تافتن و بادل و جوارح گفتگو کردن و توبه و استغفار طلبیدن
 گفتم ای دل چه کار کردی ای دل!
 خود را و مرا از آرز کردی ای دل!
 در گوشه بی غمی عجب خوش بودم
 آشفته گردی یار کردی ای دل!



دل گفت بدانکه کار، کاری چشم است
آفت که رسیده از عیاری چشم است
من نیز بدم به گوشه افتاده
در جان که خلیده خار، خارکی چشم است



گفتم بدو چشم این چه کردید بمن
دیدم ز شما آن چه رسد از دشمن
چون داد خدا حیا و دلعت بشما
از بهر چه این حیا ببردید از من



چشمم گفتا که این خسل از ماییت
این فتنه یقین بدان که جز از پائینت
چون پائی تو بروی بهر سو آموخت
آفت که بجان تو رسد بیجانیت



گفتم به دو پائی خود که آری این کار
از دست شما بجان رسیدت این خا
رفتار شما بهر عبادت باشد
پاکیزه بآن رهی که باشد بی خار



یا گفت بمن، به سر تو عقلی داری
 یا من ز چه گفت گوی و نقلی داری
 و در سر اگر عقل مکمل باشد
 زو پرس اگر به سر تو عقلی داری

یا عقل شدم به راز داری پنهان
 که راست بگو از چه شدی سرگردان
 در جمله بدن ترا مکمل خوانند
 پس از چه قبول فتنه کردی به بیان؟

گفتا عقلم که راست گویم سخن
 این نفس کور و کور ببرد هوش از من
 از نفس بیرون، رهبرم او شده بود
 الا نه، کجا خطا بر آید از من!

یا نفس شدم به گفت گوی حال
 گفتتم که چرا جسم کنی ای بد فال
 من با تو کنم همیشه این نیکی ها
 شیرینی و چربی دهمت همه سال



نفسم گفتا مگر تو این دشمنیدی
حق دشمن تو کرده تو محی فهمیدی

روزی که مرا خدای من پیدا کرد
در طینت و خاک من سرشت رستی



لیکن نکندم خطا بخود من تنها
دارم دور فیتق زان یکی ست هوا

شیطان که شود یار و موافق با من
هرگز ندانم نجات بخششی ز بلا



را ندانم به زبان اخوذ بالمش چندان
با خود گفتم روی ز هوس برگردان

زین هر سه بلا خدا امانم بدهد
لا حول ولا قوه الا بالله یحیی



گفتم یارب! من پریشان شده را
زین ورطه دهبی خلاصی جبران شده را

خجالت زده ام پیش دردت آمده ام
دستی تو بگشاید این پشیمان شده را



یارب! تو اگر بفنسل خود کار کنی
عفو از من بجز منگ بسیار کنی

صد بیچو من روسیه را از فضیلت
در رحمت خود در آری و یار کنی

یارب! که بجز تو نه خدای دگر
نی جای گریز و نی پناهی دگر

بهم پیش تو این روسیه بی آوردم
غیر از دیر تو که نیت را بی دگر

یارب! که تراست حقیقی پایان
دارم ز تو امید کرم آئی رحمان!

این بنده شرمنده خجلت زده را
در رحمت خود در آری ذوالشان

یارب! تو ببلطف خود پناهم بدهی
بر جاوه را سستی تو را هم بدهی

گفتی که درستی ام شباشی نو مید
نو مید نیم عفو گستاخم بدهی



من بنده اَمْتُ توئی خدا پاک مرا
 خلائی و آفریدی از خاک مرا

هر چند گناه من زهد بیرون است
 صاحب گرنی! نیست ازین پاک مرا



هر چند گناهگار تر از من کس نیست
 شرمنده و بد کار تر از من کس نیست

گر بنده بیکار تر از من کس نیست
 از لطف طمع دار تر از من کس نیست



افتاده ام از گناه خود شرمنده
 هم از تو امیدوار هم لرزنده

امید فراوان تو گر اهم کرد
 رحیم تو سزاوار گناه بنده



چون هست ترا مغفرت بی پایان

نوسید ز رحمت تو باشد شیطان

هر چند علیم لایق بخشش نیست

تو بر کرم خویش نگر یا رحمن



رباعیات فی المتفرقات لبعض الاوقات



دارم دلیکی از دولت ایمان پر
در معرفت احدیت سبحان پر
از عسل حدیث حاصل شد چیزی
ز آیات کلام سوره قرآن پر



دارم دلیکی ز آتش بجران پر
بل جمله تن ز شعله سوزان پر
از سخت بدم نگار ناید بکنار
مملو ز صد افسوس دو صد ارمان پر



دارم دلیکی که از غم دوران پر
از جور و جفا کشیدن دونان پر
از جور و جفای دون مرا باکی نیست
از دوری یار ز اشکها چشمان پر





دارم دلی ز عشق مهر رویان پر
 هر روز به عیش و عشرت خوبان پر
 هر لحظه به شادی و ساشش خرم
 هر دم به چشیدن لب خوبان پر



از عشق بتان سینه شده چاک مرا
 مهر رخ شان عنوده غمناک مرا
 مهر رخ دلبر پری رواز دل
 بیرون زود تا نهر و خاک مرا



دل مرثیه فرزند غفر الله و نوپها معنا

ای مرگ ایچه خانه باویران کردی
 ماتم به سرای نیک مردان کردی
 از دست تو هیچ کس نباشد بی غم
 این غم به دل امیر و شاهان کردی



ای مرگ! چه ظلمها فراوان کردی
رحمی نه بحال یک مسلمان کردی
صد و داغ به سبر یکی نهادی در دل
طفلان و عیال او پریشان کردی

افسوس که گل رخان کفن پوشش شدند
از مجلس دوستان فراموش شدند
سر زیر نقاب مرگ بچید عجب
لبتند لب و دیان، چه خاموش شدند

دلها از فراق دست در جوش شدند
عقل از سر جمله رفت مدوش شدند
یاران که شب و روز به مجلس بودند
اکنون به لحد بختند سر پوشش شدند

فرزند دوم که از دو پسر وفات شدند باغی برای من فرست
ای جان پدر مرا فراموش مکن
لب باز دعای من تو خاموش مکن
یاد آوری ام بهر دعا وقت بر سر
این سوخته را ز دل فراموش مکن



ای باد اجل! بر سرِ باچون گذری
 اول تو سلام من به مادر ببری
 مهلت بدی همین قدر تا گویم
 آن کلمه لا اله الا الله پس جان ببری



در جواب دختر

از یاد نمی روی مرا ای فرزند
 آنی نورِ دو چشمها و بادل پیوند
 داغِ پست ترا بدل مارانیز
 کوبود دو نور چشم من هم دل بند



از یاد نمی روی فراموش نکنم
 لبها به دعا بهر تو خاموش کنم
 آنی جان پدر، دختر من میبونه
 هرگز به دعا ترا فراموش نکنم



خواهم ز خدا شود مرادت حاصل
 هرگونه مراد با که داری در دل
 تو جان منی و از حسد می خواهم
 روشن شودت دو چشم از هر مشکل

☆
 آئی سوخته دل! سوز ترا یاد کنم
 بر ناله دل سوز تو سر یاد کنم

دو دم که ز سر برون رو تو با فلک
 آن دم که ز مهر بان خود یاد کنم

☆
 لب تو ز من نصیحت آئی جان بد
 غمگین تو مباش، هم محو خون جگر

خواهند همیشه ماور و هم پدرت
 فرزند خدا و بد ترا چهار دگر

☆
 گر صبر کنی از صبر حاصل شود
 در هر دو جهان مراد حاصل شود

جز صبر ترا چاره نباشد چیزی
 حق زود بد مراد حاصل شود

☆
 صبر کن و از خدا بخواه بهره خود
 از در گه او طلب کنی چاره خود

نومید مباش، نا امیدی کفرست
 هر صم بطلب بران دل پاره خود



از یاد خدا مباحث فانی یک دم
 بردارد و دست را در عاکن بردم
 ناینزد عاکنیم در پنج نماز
 هنگام سحر، وقت و طائف بردم

یارب تو بده مراد فرزندانم
 فاروق و ابوبکر جگر بندانم
 عباس و فقیر و عبدالشکر و غلام
 با عمر دراز و با غسل شادانم

عثمان و غلام حسین و احمد جان را
 با محمد علی و جمله ایشان را
 علم و عمل و فراخ روزی گردان
 هم عمر دراز بخش هم ایمان

یارب! تو با اهل بیت من موش دی
 با جمله ز راه بدستر پوش دی
 بکشای ز بان بر یکی را تو بذر
 وز گفته بد ز بان خاموش دی

حق تعالی دو پسر دیگر باو داد، باز پسر خوردش و او صبح بمبار شد
که صبح دوا با قضا موافق نیاید، وفات کرد. این رباعیا گفته شد



تا دیدن دوست سینه بریانم کرد
ریزنده ز اشک صمبجو بارانم کرد
در و پسرانش که بدول بود مرا
امروز وفات او را نامم کرد



بر وقت دعا برای او می جستم
امید به بهبودی او می جستم
بیماری چار ماه او شد داغم
با حکم خدا صبح نشد از دستم



چون نیک بدی غلغی به نیکت نمایند
بر کس به قفا ترا دعای خوانند
آسان شودت کار قیامت بر جهانت
بر کس به زبان همسین می رانند



آن روز که مرگ من قریبم گردد
کلمه به زبان یار و فریستم گردد
من نیز در انتظار مرگم هر روز
ایمان به سلامتی نصیبم گردد



در حسب حال خود گفتم

ایام شباب رفت چون پیر شدم
در چشم جهان نشانهء تیر شدم
هر چند که بیفتد در شدم در عالم
در نزد خدا عزیز و توقیر شدم



گشتم چون ضعیف پیری ام آمد پیش
چون خار شدم بچشم بیگانه و خویش
گفتم که بی به بینم از جان روزی
دیدم که ضعیف شدم بشی از پیش



چون پیر شدم، به پیری ام شد خانه
اندر نظر خلق شدم دیوانه
بار فوق و حیا سخن نگویند بمن
گر مردم خانگی ست یا بیگانه



چون رفت علیم راز هفتاد و سه سال
محتاج کسی نه گشت گفتم بتو حال
بگذشت جوانیت کنون پیر شدی
امروز بکش رنج و ز کس هیچ منال



متفرقات

بدان که این سوال و جواب هر دو از شاعرانند که در خیالِ معشوقه
نشسته سوال و جواب می کنند :

س: عاشق شده ام به روی زیبای تو من

آشفته شده به قدر عنای تو من

دل داده بآن دو چشم شهلائی تو من

شیدائی تو شدی ای کوشیدائی تو من

ج: معشوقه دلربای زیبای تو من

یا سچو گل نازیه رعنائ تو من

یا گوهر پاک و عسل حمزائی تو من

رعنائی تو رعنائی تو رعنائی تو من

س: محبوس دوزلف مار سچیان تو من

زنجیر به پای بند زندان تو من

مفتون تو مخزون تو حیران تو من

گریان تو گریان تو گریان تو من

ج: داری رنجی بیا که در مسائلتو من

گر گل خواهی دسته ای یحسان تو من

تو سچو ستاره ماه تابان تو من

جانان تو جانان تو جانان تو من

س: ای دوست اسیر زلف پرتاب تو من
هم گشته آن دو چشم پر خواب تو من

آشفته بر روی بچو مهتاب تو من
بیتاب تو بیتاب تو بیتاب تو من

ج: چون برده ز دست طاقت و تاب تو من
غارت گر عیش خورون و خواب تو من

معضن و قوه مهربان و نایاب تو من
مهتاب تو مهتاب تو مهتاب تو من

س: ای دوست غلام حلقه در گوش تو من
پیوسته طلبکار بر دوش تو من

از جرعه جام عشق مد بهوش تو من
بهوش تو بهوش تو بهوش تو من

ج: ای عاشق خسته مستی و جوش تو من
سرمایه زندگانی و بهوش تو من

گویم سخن خضیه درین گوش تو من
بهدوش تو بهدوش تو بهدوش تو من

س: عمر لیت نگارا عاشق روی تو من
دیوانه آن دو چشم جادوی تو من

خواهم که بیایم شبکی سوی تو من
در کوی تو در کوی تو در کوی تو من

نمایان در بیان دلباختگی

ج: دانی به یقین که یار گل بوئی تو من
آرام دل و طبله خوشبوی تو من

هم دلبر مهربان و دلجوی تو من
مه روی تو مه روی تو مه روی تو من
س: ای بسته بزنجیر و گرفتار تو من
دل خسته و جان سوخته بیمار تو من

لب تشنه و مشتاق به دیدار تو من
افکار تو افکار تو افکار تو من
ج: ای عاشق ما بیا که گلزار تو من
اندر شب تار نور و الوار تو من

ای جایی امیدهای بسیار تو من
دلدار تو دلدار تو دلدار تو من
س: ای والد آن دوزلف پرچین تو من
ای مست و خراب لعل نوشین تو من

آویخته در غار صن رنگین تو من
غمگین تو غمگین تو غمگین تو من
ج: بسیار مگو که یار شیرین تو من
داروی دل خراب و غمگین تو من

چون دست گل گلاب و نسرن تو من
رنگین تو رنگین تو رنگین تو من

س: آیم شبکی بر سیر بالین تو من
 بوسی زخم از لبان شیرین تو من
 نظاره کنم جمال رنگین تو من
 گل چین تو گل چین تو گل چین تو من

ج: ای عاشق زار، لعبت چین تو من
 تو همچو ستاره، مبه و پروین تو من
 تو لقره خام، طوق ز زرین تو من
 سیمین تو سیمین تو سیمین تو من

س: قربان نشستن سر بام تو من
 هم بنده آن دو چشم بادم تو من
 محروم شده ز خوان و انعام تو من
 بد نام تو بد نام تو بد نام تو من

ج: خواهم که شوم گرفته در دام تو من
 بخشنده عطا کنندۀ کام تو من
 محروم مباش جای انعام تو من
 آرام تو آرام تو آرام تو من

س: عاشق شده ام به چشم غلطان تو من
 خنجر زده ز تیر مژگان تو من
 سرگشته و بد حال و فریاد تو من
 بر یان تو بر یان تو بر یان تو من

دلدار بگفت مرحوم بهم جان تو من
بهم راحت و عیش جان بریان تو من

خوش باش علیم ماه تا بان تو من
در مان تو در مان تو در مان تو من



حکایت سرگذشته بحر طویل



گویم این وصفِ خدا را، داشته بهفت سمارا، سزدا و حمد و ثنارا
 که بما کرد عطارا، نور ایمان و هدایا را، راه بنمود صفارا
 شکر گوئیم هزارا

داد اسلام صفای، به کتب راه نمائی، به نبی صهر و سرائی
 به کرم کرده عطائی، داده بر جمله رضائی، من بیچاره گدائی
 بد هم صدق رضارا

بشنو این راست حکایت، که درو نیست شکایت، رفته بودم به سرایت
 که ترا بنیم و جایت، تا که از حکم خدایت، حسن دیدم به نهایت
 گم شد این صبر و قرارا

بئی دیدم خو خوارا، پری روی دل آزارا، دلم برده به یک بار
 شدم حننه و بیار، از آن جلوه رخسار، از گیسوی سپه بار
 که بکشاد بلارا

بئی بود چو گل رنگ، سپه موی دیان تنگ، چه خوشخوئی چه خوش رنگ
 ولی سخت به دل تنگ، منش رفته زهر تنگ، بد منش زد چنگ

ندانت و فارا

دل من برده پری روی و دیان چشمک جادو، بان خال چو بندو
 نهاد دست در ابرو، همان شوخ جفا جو، به لبهای چو دارو
 نهاد دست دوارا

گفتم آئی سرو گل اندام، ترا چشم چو بادام، بگو چیت ترا نام
 مرا گفت که آئی خام، مرا نام دل آرام، باین زلف نسیم دام
 مر عشاق صفارا

گفتم آئی یار، صفا کیش و وفادار، مسنم عاشق بیمار
 مشو شوخ متمکار، منت گشته خریدار، بکن خوف ز آزار
 بکن رحم خدا را

مرا گفت دل افروز، که آئی عاشق پر سوز، ترا بنیم هر روز
 کشتی آه جگر دوز، چنین ناله میاموز، برو حجب ره بیفروز
 بد هم وصل شمارا

مدتی رنج کشیدم، هم در آن رنج نپیدم، زهر آن درد چیدم
 به مرادی نه رسیدم، از وفا بوی ندیدم، تا ز امید بریدم
 نه ز دم راه خطارا

چونکه بگذشت برین حال، دور این چرخ بیک سال، دیدمش خسته و بهال
 تنش خوار رخس زال، قدش خم شده چو دال، ز کف رفته از مال
 نیست از رنگ بقارا

گفتمش یار که چونی، که بدین حال ز بونی، از صله کار برونی
 بدی مرگ درونی، تو که معذور عسیونی، نکنی هیچ فرزونی
 چه شد آن رنگ صفارا

گفت بیمار شدم صحت، او فدا دم از آن تحت، مدد هیچ نکرد بخت
 بد نم گشت بیک لخت، دیگر سودا شد بخت، زود خواهم که برم ز
 چه کنم حکم قضا را

به در ربّ کریمیا، بزند نعره علیما، بکنند رحم رحیما
 بد بد نعم و نعیما، دور از نارِ جیما، زانکه باشیم ایما
 بکنند فضل گدارا



بیت

بقیه ص ۱۹ ردیف دال — .

~~~~~

بیت من روی خاوری دارد  
 بلکه از خور فزون تری دارد  
 روی زیبایش را خدا آراست  
 بود از نور بر تری دارد  
 چشم ز گس دو ابروان چو بال  
 گیسو اش بومی عنبری دارد  
 گر به خوبان کنم و رانست  
 بر سر جمله بهتری دارد  
 نیستش درد و کون کس همتا  
 بر همه خلق سروری دارد  
 آبخنان گرم گشته باز ازش  
 که زن و مرد مشتری دارد  
 وصف حسن اش نیایدم نربان  
 بهتر از حور و از پری دارد  
 صاحب جاه و خواجه افلاک  
 تاج بر سر پیمبری دارد  
 در صف خادمان بنده علیم  
 نیز دعوائی چاکری دارد

# ہماری مطبوعات

## دیگر زبانوں میں

- |                          |              |                          |           |       |
|--------------------------|--------------|--------------------------|-----------|-------|
| دی گریٹ بلوچ             | انگریزی      | محمد سردار خان           | ۱۵۱-۱۵۱   |       |
| سرست بلوچستان            | اردو         | بیگم ذکیہ سرداران        | ۶۱-۶۱     |       |
| بلوچستان میں فارسی شاعری | اردو         | ڈاکٹر انعام الحق کوثر    | ۶۲-۶۲     |       |
| بلوچستان ماقبل تاریخ     | اردو         | ملک محمد سعید دہوار      | ۶۳-۶۳     |       |
| لغزہ کوہسار              | اردو         | عبد الرحمن عورت          | ۲۱۵-۲۱۵   |       |
| بلوچی اردو لغات          | میر مٹھا خان | صورت خان                 | ۱۲۱-۱۲۱   |       |
| لہذا گراناز              | اردو بلوچی   | انگریزی، لہذا احمد علیچ  | ۱۱۲۵-۱۱۲۵ |       |
| درین                     | بلوچی-اردو   | عطارد شاد                | عین مسلم  | ۳۱-۳۱ |
| جوہر منظم                | فارسی        | مرزا گل محمد ناطق مکرانی | ۲۱۵-۲۱۵   |       |
| تاریخ بلوچستان           | اردو         | لالہ مہنور ام            | ۱۵۱-۱۵۱   |       |

بلوچی ایڈمی کوٹلہ